

میںم قادری

۷۸۶  
۹۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بہر صحت علانیہ لکھا گیا ہے کہ یہ مریض کا دہنہا پوچھا گیا ہے کہ

# روپ بہر وپ

یعنی

## منافقتین کا کردار غزوات میں

تالیف

حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

قیمت : ۴ روپے

مکتبہ بنو شیبہ تلہ گنگ روتھ : چپکوال



حَمْدُهُ وَنُصْرَتِي عَلَى دُسُولِهِ الْكَافِرِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جہاں مکہ مکرمہ میں نبی مکرم نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو اور آپ کی آل اطہار و محبت  
کبار کو کفار مکہ کے ہاتھوں سخت تکالیف اٹھانی پڑیں وہاں مدینہ منورہ میں ان مقدس ہستیوں  
کو منافقوں اور یہودیوں سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ یہودیوں کو تو مسلمانوں نے  
بحکم الہی مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا مگر مسلم ناکافروں یعنی منافقوں کے ہاتھوں مسلمانوں  
کو آلام و مصائب برداشت کرنے ہی پڑے۔

ان چند اوراق میں انہیں منافقوں کا کردار بیان کیا جائے گا۔ جو انہوں نے غزوات  
نبوی میں ادا کیا۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ مشرکین مکہ نے ہجرت نبوی کے ساتھ ہی مدینہ پر  
حملہ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ انہوں نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سہل کو خط  
لکھا کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دو یا ہم آکر ان کے ساتھ تمہارا بھی فیصلہ کر دیتے  
ہیں۔ یہ بے ایمان ایسا تو نہ کر سکا۔ البتہ اس نے کفار مکہ کو یقین دلادیا کہ میری جماعت اور  
یہودی تمہارے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور ہر ان دونوں جماعتوں نے مسلمانوں کے  
ساتھ بھی معاہدہ کر دیا کہ ہم تمہارے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔

چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر کے مقام پر مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو کفار مکہ  
کا سامنا کرنا پڑا۔ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۳۱۳ مومنوں کو ساتھ  
لیا اور منافقوں کو نظر انداز کر دیا۔ اسی حدیث سے کہ یہ بجائے ناہ کے نقصان دہ ثابت  
نہیں۔ اور اس معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور محمد نور شافع بریم الشور کو فتح میں مدد

Click For More Books



فرمائی اور کفار کو ذلیل و خوار کیا اور کفار کے ستر سردار مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لئے گئے۔ جو آخر  
فدیہ دے کر آزاد ہوئے اور اسی دن کو یوم فرقان قرار دیا گیا۔ اور اسی روز سلطنت اسلامیہ کی  
بنیاد قائم ہو گئی۔ اس فتح سے منافقین کو سخت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت  
کو یوں بیان فرمایا۔ "اور وہ جب تم سے ملے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو  
تم پر انگلیاں چبائیں، غصہ سے۔ تم فرماؤ مر جاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات  
کو تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو بھلائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔"

(آل عمران آیت ۱۱۹)

## غزوہ اُحد میں منافقوں کا کردار

اس غزوے کا ذکر سورۃ آل عمران میں بیان ہوا ہے۔ اگلے سال یعنی شوال ۳ میں  
کفار مکہ بدر کا انتقام لینے اُحد کے میدان میں آ پہنچے۔ ادھر نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم الصلوٰۃ تسلیم  
ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان میں نکلے، رستے میں ہی سے عبداللہ بن ابی منافق اپنے  
تین سو سواروں کو لے کر واپس لوٹ گیا۔ یہ کہہ کر کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نو عمر لڑکوں  
کا مشورہ تو قبول کر لیا۔ اور میری بات کی پرواہ نہ کی، کہ میں جنگ شہر میں رہ کر کرنی چاہیے۔  
نیز یہ بھی کہا کہ میں لڑائی کا ڈھب نہیں آتا۔ اس کا گھر سے نکلنا اور واپس لوٹنا صرف اس  
لئے تھا کہ ان کی دیکھا دیکھی اور صحابہ کرام بھی دل چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ کچھ صحابہ نے بھی کمزوری  
ظاہر کی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا۔ "اور یاد کرو اے محبوب! جب تم صبح کو  
اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا،  
جانتا ہے۔ جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ تھا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کو سمجھا والا

ملے یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہود کو تو بوجہ دین موسیٰ کے مسنون ہونے کا خطرہ تھا۔ جس وجہ سے  
ان کا حضور علیہ السلام سے بغض و عداوت لازمی تھی۔ مگر عبداللہ بن ابی کو کیا رنج تھا جو وہ ساری عمر اسلام و بانی اسلام  
کے خلاف کر رہے رہا۔ مدینوں میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس نے حضور کی آمد سے قبل مدینہ میں چکلا  
کھول رکھا تھا اور ہم معاش بننا بیٹھا تھا اور لوگوں سے آج کل کی طرح جگائیکس لیتا تھا۔ اور اس کی  
تاج پوشی ہونے والی تھی اور سونے کا تاج سنار تیار کر رہا تھا۔ آپ کا داخلہ مدینہ منورہ میں  
ہو گیا۔ اور اس کا سارا پردہ گرام دھرے کا دھرا رہ گیا۔ جس کا اسے سخت رنج ہوا اور  
نفاق اختیار کیا۔

Click For More Books



ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔ (آل عمران آیتہ ۱۲۱) نیز مزید تنبیہ فرمائی کہ  
”اے ایمان والو! اگر تم کافروں (منافقوں) کے کہے پر چلے تو وہ تمہیں لٹے پاؤں ٹٹا دیں گے۔ پھر  
ٹٹا کھاتے پلٹے جاؤ گے۔“ (آل عمران آیتہ ۱۲۴) اس طرزہ میں مسلمانوں نے وہ مورچہ (ورثہ)  
چھوڑ دیا، جسے نہ چھوڑنے کا حکم نبوی تھا تو مسلمانوں کو اس نافرمانی کی وجہ سے کفار کے  
باطقوں سخت تکلیف اٹھانی پڑی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانت مبارک  
بھی شہید ہو گیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ ”اور وہ مصیبت جو تم پر پڑی جس دن دونوں  
فرجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کراوے ایمان والوں کی اور اس  
لئے کہ پہچان کراوے جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ اؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو  
ہٹا دو، بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جلتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن غی ہری ایمان  
کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں۔ اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں  
نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہیں۔“ (آل عمران آیتہ ۱۶۶)

چنانچہ اسی غزوہ میں ستر صیہ بہ کبار نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس کا مومن عورتوں و  
مردوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اور گھر گھر صعب ماتم بچھ گئی۔ ان منافقوں نے یہاں بھی اپنی جنت بٹنی  
کا مظاہرہ کیا۔ اور ازراہ ہمدردی بھی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ ”اگر  
فتح و نصرت ہماری یہاں ہوتی تو ہم کیوں مارے جلتے۔ اسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے، جب بھی جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا جا چکا تھا۔  
وہ کسی نہ کسی طرح اپنی مقتل میں آجاتا۔ اس لڑائی میں یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے  
دلوں کو آزمایا، تمہارے دلی خیالات کو صاف کرنا منظور تھا۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں کی  
بات کو خوب جانتا ہے۔“ (آل عمران)

نیز یہ منافق جب مسلمانوں میں بیٹھتے۔ تو ان سے بھی تغزیت کے دوران اظہارِ ہمدردی  
کرتے۔ جس پر فرمان باری تعالیٰ ہوا۔ ”اے ایمان والو! ان کافروں (منافقوں) کی طرح نہ ہونا  
جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا، جب وہ سفرا یا جہاد کو گئے کہ ہمارے پاس ہوتے  
تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، اس لئے کہ ان کے دلوں میں اس کا فسوس رکھے اور اللہ جلّ جلالہ اور  
مژنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور بے شک تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ“



یا مرقاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔ (۵۹) نیز فرمایا۔ وہ منافقین جنہوں نے اپنے بھائیوں (رضندار سمونوں) کے بارے میں کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ ہمارا کہانتے کو نہ مارے جاتے تم فرماؤ تو اپنی ہی موت مال دو اگر کچھ ہو۔ ۵۸ آل عمران -

مروی ہے کہ جس روز منافقین نے یہ بات کہی اسی روز ستر منافق گھروں میں پڑے مر گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "تم جہاں کہیں ہو تو تمہیں موت آئے گی۔ اگرچہ مقبوض قلعوں میں ہو۔" (النساء آیت ۸۰)

## غزوہ بنی نضیر میں منافقین کا کردار

غزوہ اُحد کے اگلے سال ربیع الاول ۳ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔ غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی جس کی وجہ سے یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر لشکر میں پڑ گیا اور انہوں نے مکہ میں ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) سے حلف کیا اور اپنا عہد و پیمان توڑ دیا جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کہلوا بھیجا کہ ایک تو تم نے ابوسفیان سے حلف کیا۔ دوسرے تم نے میرے قبیلہ شریف کے دوران دیوار کے اوپر سے بھاری پتھر پھینک کر مجھے ہلاک کرنے کی ناپاک کوشش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اس طرح تم نے عہد شکنی کی، لہذا میرے شہر سے دس دن کے اندر اندر نکل جاؤ۔ مگر عبداللہ بن ابی منافق نے کہا، تم ہرگز نہ نکلنا اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو بے فکر اور بے غم رہو، میں دو ہزار آرمودہ کار جنگی جوان رکھتا ہوں اور تمہارا پشت پناہ ہوں۔ اس کے علاوہ تمہارے حبیب بنو قریظہ اور بنو غطفان ہیں جو تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ مغرور ہو گئے اور کہلوا بھیجا۔ ہم نہیں نکلتے جو چاہیں کریں چنانچہ آپ نے نعرہ بکیر بلند کیا اور ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا چھ پندرہ دن جاری رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر وہ طاری کیا اور انہیں راتوں رات مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔

## غزوہ بنی مصطلق (ربیع) میں منافقین کا کردار

اس سے اگلے سال شعبان ۳ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔ اس غزوہ میں جو منافقین نے کردار ادا کیا وہ سورۃ منافقون میں بیان ہوا ہے۔ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے قبائل کو جنگ کے لئے مدعو کیا۔ یہ سہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کبار کے ان کے ساتھ



عبداللہ بن ابی منافق غنیمت کے لاپٹ سے بعد اپنے گروہ کے شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنو مصطلق کو شکست دی اور ان کا بہت سا مال بطور غنیمت وصول ہوا، عارث کی لڑکی جو میرپے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح فرمایا۔ چنانچہ اس نسبت پر صحابہ کبار نے بنو مصطلق کا تمام مال واپس لوٹا دیا۔ اس طرح رئیس المنافقین کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ البتہ صحابہ کبار کے کسی تنازعہ پر اسے شرارت کا موقع مل گیا۔ انصار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ ان مہاجرین کو شرب میں جگہ نہ دعو یہ تمہیں تنگ کریں گے۔ اب مزاحیہ لیلہ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی کہے جو قرآن پاک نے نقل کئے ہیں: ”جب ہم مدینہ لوٹ کر بنائیں گے تو ضرور ہم عزت والے رفیقوں کو وہاں سے نکال دیں گے“ یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے معزز رسولؐ اور صحابہ کبار کو بہت ناگوار گزری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہودی کہیں گے کہ محمد اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس رفیل کے ثواب میں یوں فرمایا ”اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور مومنوں کے لئے مگر منافق نہیں جانتے“ جب اس سے کہا گیا کہ جا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کر کہ حضور تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیرنی اور کہنے لگا کہ تم نے کہا کہ ایمان لے آؤ تو میں ایمان لے آیا۔ اُس نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی۔ اب یہی رہ گیا ہے کہ میں اُسے سجدہ کروں۔ اس پر یہ آیت اتری۔ ”اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر رہے ہیں“ ان پر ایک سا ہے۔ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (المنافقون)

جب اس کے لڑکے کو معلوم ہوا، جو بکا مومن اور عاشق رسول تھا تو تلوار نکال کر باپ سے کہا اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو یوں کہو ”میں مدینہ پاک کے لڑکوں اور عورتوں سے رفیل ترہ ہوں، وہ تیرے گردن مار دی جائے گی۔“ چنانچہ اس نے ایسا ہی کہا، تب کہیں جان بخشی ہوئی۔

## واقعہ انکب

حبیب شہنشاہ دو عالم کا قتل مدینہ کے قریب پہنچا تو پڑاؤ ڈالا اور رات یہیں بسر کی۔ اس دشمن رسول



کراپنی خواست طبع کا ایک اور موقع مل گیا۔ ہوا یوں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عقیقہ علیہ السلام طبع ہوا مطہرہ رضی اللہ عنہا منوصت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ہاک ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ اور حرافندہ نے کوڑج کیا اور آپ کا مھل شریف اونٹ پر کس دیا گیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اس میں ہیں۔ (کیونکہ آپ بہت کم وزن کی تھیں)۔ قافلہ چل دیا۔ آپ اگر قافلہ کی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ اس خیال پر کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس لائے گا۔ قافلہ کے پیچھے پڑی گری چیز اٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ اس موقع پر ایک بوڑھے صحابی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اس کام پر تھے۔ جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پکارا۔ آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی اذنی بٹھائی۔ آپ اس پر سوار ہو کر شکریں پہنچیں۔ اس سیاہ باطن منافق نے اپنے ساتھیوں کے ذریعہ ابوامام فاسد بھیل گئے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی۔ بعض مسلمان بھی اس کے فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بجا سرزد ہوا۔ اتفاق سے ام المومنین بیمار ہو گئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بات کہہ رہے ہیں۔ ایک روز ام مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی۔ اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھا اور اس صدر میں اس طرح روئیں کہ آپ کا آنسو نہ تھمتا تھا۔ اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی۔ اس حال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المومنین کی طہارت میں سورہ نور کی کئی آیات نازل ہوئیں۔ اور آپ کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قیامت تک مومن آپ کی فضیلت میں قرآن کو بطور گواہ پیش کرتے رہیں گے۔ اس دوران میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر سرنمبر بقسم فرمادیا تھا کہ مجھے اپنے اہل کی پاکی و خوبی بالیقین معلوم ہے (بخاری) نیز بطور خاص اپنے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے میرے اہل پاک کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کر سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں ام المومنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاک جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بدعت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس طرح آپ کی طہارت بیان کی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے۔ جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ ایک جوں کا خون گنے سے پروردگار عالم نے



آپ کو نعلین مبارک اتارنے کا حکم دیا۔ جو پردہ دار آپ کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی کو اکرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور صحابیات نے قسبیں کھائیں کہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا اس اکھ سے پاک صاف ہیں۔ مگر منافق اپنے نفاق میں جمل بھن گئے۔ اور سورۃ نور میں فرمایا: "جس نے سب سے بڑا حصہ لیا (عبداللہ بن ابی بن سول نے) اس کے لئے دردناک عذاب ہے" آیت ۱۱

چنانچہ حکم رسالت مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتان لگانے والوں پر حقائق کی گئی اور اسی کو ٹوٹے ٹکڑے کئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ آیہ ۲۱۔ مگر یہ بے ایمان کمر گیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ایسے بہتان ہمارے دلوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور عذاب عظیم ہے" آیت ۲۳۔ اور اگر وہ قیامت میں کمرے کی کوشش کریں گے تو فرمایا اس دن ان پر گواہی دیں گی وہ ان کی زبان اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کہتے تھے" آیت ۲۴۔ (حاشیہ صدر الافاضل ص ۱۱)

## غزوہ احزاب (خندق) میں منافقین کا کردار

یہ غزوہ اسی سال ذیقعد ۳ھ میں پیش آیا جس کا مفصل بیان سورۃ احزاب میں ملاحظہ ہو۔ جب یہودی فتنہ کو جلا وطن کیا گیا تو منافقین کو بہت رنج ہوا کہ ان کی تخریبی طاقت کمزور ہو گئی۔ انہوں نے بنو نضیر کو جنگ کے لئے اکسایا۔ چنانچہ بنو نضیر کے اکابر مکہ مکرمہ میں کفار کے پاس پہنچے اور انہیں سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں۔ ابوسفیان نے اس تحریک کو بہت پسند کیا اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے۔ ادھر یہودی قبائل عطفان و قیس و عیلان وغیرہ میں گئے وہاں بھی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے جابجا دوسرے کئے اور عرب کے قبائل اسلم، اشجع، ابو حمرہ، کنانہ اور فزازہ وغیرہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کیا اور بارہ ہزار کا لشکر (احزاب) لے کر مدینہ پر مسلمانوں کے خلاف چڑھ آئے۔ ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ کے گود خندق کھدوائی اور تمام صحابہ کو روانہ کیا۔ بلوایا، مسلمان حاضر خدمت ہو گئے مگر منافقین ان کو ددکتے اور کہتے "اور جب منافقین کے ایک گروہ نے کہا اے اہل شرب یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں، تم اپنے گھروں

Click For More Books



کو واپس چلے جاؤ۔“ (احزاب، آیت ۱۳)  
اور جب اُن منافقوں نے کفار کے بے شمار لشکر دیکھے تو بہت خوش ہوئے، اور  
مومنوں کی حوصلہ شکنی کے لئے ان کو ڈراتے۔ جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا: ”اور جب مسلمانوں نے  
کافروں کے لشکر (احزاب) دیکھے (منافق) بوسے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا۔ (فتح کا)  
اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہیں  
بڑھا مگر ایمان اور رسول کی رضا پر راضی ہونا۔“ آیت ۲۲  
اور جب محاصرہ لیا ہوا اور لشکر کفار کی کثرت دیکھی، منافق کہنے لگے کہ محمدؐ ہیں قیصر و کسریٰ  
کی فتح کی خبریں دے رہے تھے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم لاچار ہو کر رہ گئے ہیں تو یہ آیت نازل  
ہوئی۔ ”اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے طوں میں روگ ہے ہیں اللہ اور رسولؐ نے  
وعدہ نہ دیا تھا۔ مگر فریب کا۔“ احزاب آیت ۱۲

جب ان کا بس نہ چلا تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہاں بنا کر یوں اجازت  
لیتے۔ ”اور ان میں سے ایک گروہ (بنی حارثہ اور بنی سلمہ) نبیؐ سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ  
ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے۔ وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔“ بقیہ  
آیت مذکورہ بالا۔

اور بوجہ اتفاق ان کی باطنی کیفیت یوں بیان فرمائی۔ ”اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف  
لے آئے قیصر و کسریٰ کی فتح کی خبریں واقعی دی ہیں۔ چنانچہ غزوہ خندق کے دوران بھی فتح کی خبر دی جب خندق  
کھودتے ایک پتھر کی سخت چٹان پر آمد ہوئی تمام صحابہ اس کے توڑنے سے بے بس ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے خندق میں حضورؐ کے کمر بند لگا کر ایک ضرب لگائی جس سے تھمائی چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی  
کنجیاں عطا فرمائی گئیں نہ کی قسم! میں شام کے سرخ حمات دیکھ رہا ہوں اس کے بعد دوسری ضرب لگائی دوسری تھمائی پڑی  
اور فرمایا اللہ اکبر مجھے غاویں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں خدا کی قسم میں مدین کے سفید گھر سے دیکھ رہا ہوں اور کنگروں کی نشانیاں بھی  
بیان فرمائی۔ یہ شہر نوشیرواں نے آباد کیا تھا۔ اس کے بعد تیسری ضرب لگائی تو بقیہ پتھر بھی  
ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور فرمایا: ”اللہ اکبر! مجھے مین کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں۔ خدا  
کی قسم میں صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (سبحان اللہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ نظر کا کیا کہنا، ہمسری کا دعویٰ کرنے والے ذرا  
غور فرمائیں۔)



سے آئیں پھر ان سے کفر چاہیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے، مگر تھوڑی ۵ اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ ۵ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگ نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے ہاؤ گے۔ مگر تھوڑی ۵ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم سے ٹال دے۔ اگر وہ تمہارا بھائی ہے یا تم پر مہر فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائے گا۔ اور نہ مددگار ۵ بے شک اللہ جانتا ہے ان کو (منافقوں کو) جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے ۵ تمہاری مدد میں گھسی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے، تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔ جیسے کسی پر موت چھانی ہو۔ پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں نیز زبانوں سے مال غنیمت کے بلاط میں (چنانچہ بعد فتح انہوں نے ایسا ہی کیا) یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے کام اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے ۵ احزاب۔

چنانچہ کفار نے ۱۵-۲۰ دن مسلمانوں کا محاصرہ جاری رکھا جو خندق کے اس جانب تھے مگر کچھ نہ بنا۔ آخر کفار نے تیر اندازی شروع کر دی جس سے مسلمان بہت گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں اس ہوائ نے ان کے خیمے گرا دیے۔ طاب میں توڑ دیں، کھونٹے اکھیر دیے، ہنڈیاں اٹا دیں۔ آدمی زمین پر گر گئے۔ جانور بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے جنہوں نے کفار کو لرزادیا۔ ان کے دلوں میں دہشت ڈالی۔ اس طرح کفار مدینہ چھوڑ کر بھاگ گئے، مگر منافقوں کو ابھی تک ان کے بھاگنے کا یقین نہ تھا اور لوگوں سے خبریں پوچھتے چنانچہ ان کی کیفیت یوں بیان فرمائی: "وہ (منافق) سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر اچھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کو خوشی ہوگی یہ کس طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے ۵ احزاب۔ فرمایا (یہ سلسلہ جنگ میں نے اس لئے رچایا) تاکہ اللہ سچوں کو ان کے پیچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب دے، اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ اور اللہ نے کافروں اور منافقوں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ ہشایا کہ کچھ بھلا نہ پایا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی اور اللہ زبردست عزت والا ہے ۵ احزاب۔



نوٹ: اس غزوہ میں آپ بہت معجزات کا ظہور ہوا۔ ملاحظہ ہو مدارج النبوت۔

## غزوہ بنو قریظہ

جس روز غزوہ احزاب ختم ہوا اسی روز حضرت جبرائیل امین خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اور میرے ساتھ بہت سے فرشتوں نے ابھی حبشوں سے ہتھیار نہیں آنا ہے' آپ جلد یہود بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کیجئے کیونکہ انہوں نے منافقین اور جلاوطن بنو نضیر کے سردار حُجَی بن اخطب جو بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسعد کے پاس ٹھہرا ہوا تھا کے آگے اسانے پناہ مانگنے آپ کے ساتھ گئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے چنانچہ آپ تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پہنچ کر پڑھیں، چنانچہ صحابہ کبار نے عشاء کے بعد عصر کی نماز ادا کی۔ اس غزوہ میں منافق بوجہ حسد و بغض مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے اور اس لئے بھی کہ ان کا یہودیوں کے ساتھ میل ملاپ تھا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں برابر کے شریک تھے۔ بنو نضیر تو پہلے ہی جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ کفار مکہ کو شکست پر شکست ہو رہی تھیں اور اب صرف بنو قریظہ ہی ان کے ہمنوارہ گئے تھے۔ نمران کی عدم شرکت سے کوئی فرق نہ پڑا۔ یہ محاصرہ پندرہ روز جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دل میں رعب ڈالا اور وہ قلعہ سے نیچے اتر آئے۔ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق ان کے مردوں کی گردنیں اڑا دی گئیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور ان کے ساز و سامان اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان مقتولین میں بنو نضیر کا سردار حُجَی بن اخطب اور بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسعد بھی قتل کیا گیا۔

## غزوہ حدیبیہ

یہ ذیقعد ۶ء میں پیش آیا۔ اس میں منافقین اس لئے شامل نہ ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محض عمرے کی نیت سے چودہ سو صحابہ کبار کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکلے تھے، کفار مکہ نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک لیا اور عمرہ نہ کرنے دیا۔ لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی، اور کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان اس بات پر صلح ہو گئی کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کر سکتے ہیں بنو نضیر کے اور تین دن سے زیادہ مکہ میں نہیں رہ سکتے، اس موقع پر بیعت رضوان ہوئی اور



سورۃ فتحہ نازل ہوئی۔

## غزوہ خیبر

یہ غزوہ جمادی الاول ۶۲۷ء میں پیش آیا۔ عبداللہ بن ابی منافق نے ہمراہ جانے کی اجازت مانگی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس سفر میں کوئی شخص اس غرض سے ہمارے ساتھ شامل نہ ہو جسے دنیاوی مال کی طمع ہو کیونکہ منافقین یا تو غنیمت کے لالچ سے غزوات میں شامل ہوتے یا سازشیں کرنے کو اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یہود اہل خیبر سے حسبِ عادت ضرور ساز باز کرتے۔ مدارج النبوت میں یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافقوں کو اس غزوہ میں شریک ہونے سے منع فرماتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں سے کثیر مغنم کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور اس پر صراطِ مستقیم کی ہدایت مرتب ہوئی تھی اس بنا پر اس غزوے کو منافقوں کی ناپاکی سے پاک رکھا۔ اور نہ چاہا کہ ان مغنم میں مخلص مسلمانوں کے ساتھ منافق بھی شریک ہوں۔ واللہ اعلم اس رنج میں رئیس المنافقین نے یہود خیبر کو کہلا بھیجا کہ محمد تمہارے استیصال کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خبردار اپنے قلعوں میں داخل نہ ہونا بلکہ باہر نکل کر جنگ کرنا تمہارے پاس سامانِ جنگ اور خداداد بہت ہیں۔ مسلمانوں نے دس بارہ روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ آخر روز فرمایا کہ کل جھنڈا اسے عطا کروں گا جسے اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ دوسرے روز حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو علم عطا فرمایا اور دعا فرمائی۔ آپ نے قلعہ کا سینکڑوں من وزنی دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکرِ قلعہ میں داخل ہو گیا اور کافی مزاحمت کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔ اسی غزوہ میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خیبر کن کا لقب عطا ہوا اسی غزوہ میں بہت سامان بطور غنیمت حاصل ہوا اور خیبر کے سردار حنی بن اخطب کی لڑکی صفیہ سے حضور کا نکاح ہوا اور حضرت علی المرتضیٰ کی عصر کی قضا نماز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوزج کو ٹوٹا کر پڑھائی۔ اس غزوہ میں کئی اہم واقعات اور معجزات کا ظہور ہوا۔ مدارج النبوت ملاحظہ ہو۔

## سریہ موتہ

یہ سریہ ۸ ہجری میں پیش آیا۔ شرح بن عمر غسانی نے حضور کے قاصد حضرت حارث رضی اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



کو شہید کر دیا جو حضور علیہ السلام کا نام مبارک حاکم بصرہ کے نام سے جا رہے تھے۔ چنانچہ حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مین ہزار صحابہ کو حضرت زید بن حارثہ کی زیر قیادت روانہ فرمایا اور فرمایا  
کہ اگر زیادہ شہید ہو جائیں تو جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینا اگر وہ بھی شہید  
ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو، اس کے بعد جسے مسلمان چاہیں جھنڈا دے دیں۔ لڑائی  
میں اسی ترتیب سے امیر شہید ہوتے گئے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اظہر  
مدینہ منورہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کبار سے فرمایا رہے ہیں۔ موتہ  
کی جنگ میں حضرت زید شہید ہو گئے اور جھنڈا حضرت عبداللہ نے اٹھایا۔ اب وہ بھی شہید  
ہو گئے اور جھنڈا حضرت جعفر نے لیا۔ اور وہ بھی شہید ہو گئے آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور  
آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا اب جھنڈا حضرت خالد بن ولید نے لیا اور فتح ہوئی۔  
اس سرے میں بھی منافق شامل نہ ہوئے بلکہ جب لشکر اسلام فتحیاب ہو کر مدینہ منورہ  
واپس لوٹا تو منافقین نے طعن و تشنیع شروع کر دی کہ تم بھاگ کر آئے ہو یہاں تک کہ کمرائے  
اہل موتہ گھروں میں بیٹھ گئے اور منافقین کی طعن و تشنیع کی بنا پر وہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مٹا شایہ حضرات بھاگنے والوں میں نہیں، بلکہ اہل کرار یعنی پلٹ  
کر حملہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کر کے فتح حاصل  
کرنے والے ہیں۔

## فتح مکہ

اسی سال ۸ ہجری میں ایک سبب فتح مکہ کا یہ بنا کہ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی  
کہ دونوں فرقی ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے۔ ان دنوں بنی بکر قریش  
کے حلیف تھے اور بنی خزاعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دن بنی بکر کا ایک شخص سید  
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی وہاں کھڑا تھا۔ اس نے منع  
کیا مگر وہ باز نہ آیا تو اس نے اس کا سر اور منہ توڑ دیا جس پر بنی بکر نے بنی خزاعہ کے ۲۰ آدمیوں  
کو حرم میں بے جا کر قتل کر دیا۔ جبرائیل امین نے اسی رات اس واقعہ کی خبر دے دی۔ چنانچہ  
آپ ۱۴ ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ مگر منافق شامل نہ ہوئے اس لئے کہ دل سے تو



کفار سے ملے ہوئے تھے اور ان کی خیر خواہی چاہتے تھے اور اوپر سے مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے مگر ان کے بدخواہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ پر رعب طاری کیا اور بغیر جنگ لڑے آپ مکہ میں داخل ہو گئے تو سورۃ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ رحمۃ اللعالمین نے اس روز عام مغافی کا اعلان کر دیا۔

## غزوہ حنین

### میں ایک منافق جاسوس کا کردار

اسی سال شوال ۶۰۰ میں یہ غزوہ ہوازن پیش آیا۔ فتح مکہ کے بعد تمام قبائل زمرہ اطاعت اور انقیاد میں آ گئے۔ سوائے دو سرکش قبیلوں ہوازن و ثقیف کے انہوں نے حضور علیہ السلام کو کھلا بھیجا کہ وہ والوں پر تو فتح حاصل کر لی کہ وہ جنگ اور حرب کے ماہر و دانستہ تھے۔ اگر ہم سے جنگ ہوئی تو معلوم ہو جائے گا، جنگ کس کو کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ۱۲ ہزار مدنی اور ۲ ہزار طلقاء و حلقاء کے ساتھ نکلے، ان میں فتح مکہ کے نو مسلم اور کچھ مشرک بھی حضور کی اجازت سے شامل ہو گئے تھے۔ ادھر سے چار ہزار کا لشکر آنے ملتے ہوا۔ مسلمانوں کو اپنی اثریت تعداد کا فخر آیا۔ اور ان کی طرح ایک۔ دہ کو چھوڑ دیا جسے نہ چھوڑنے کا حکم نبوی ہو چکا تھا۔ اسی غلطی کی وجہ سے پہلے تو مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی اور فتح بخشی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں یوں ارشاد فرمایا ہے: ”اور بے شک شبہ حق تعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن جبکہ تم نے اپنی کثرت چمکھنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کر سکی۔“ نیز فرمایا: ”پھر حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر سکینہ اتارا اور وہ لشکر جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو مذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے“ التوبہ۔ اور حضور علیہ السلام نے کفار پر ریت، پتھر، پھینکا، جس سے وہ اندھے ہو گئے اور فرمایا: ”اپنے نہیں پھینکا، جبکہ آپ نے پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا تاکہ مومنین کو اسی بلا و حسن سے آزمائے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے“ الاصل۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مالِ شیر بطور غنیمت عطا فرمایا۔ اسی غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے اور بیشتر کذا



واصل جائز ہوئے باقی قرار ہو گئے۔

اس غزوہ میں چند منافق غنیمت حاصل کرنے کی غرض سے شامل ہو گئے تھے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ان کا تمام مال واسباب اثبات اللہ ہماری غنیمت میں ہوگا۔ مقام جبرانہ میں جب حضور علیہ السلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو آپؐ فرمایا اہل مکہ کو تائید نہ ملے۔ اور ب کے لئے زیادہ مرمت فرماتے تھے۔ اس موقع پر صفوان بن امیہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور جنگ میں شریک تھا وہ کھائی کی طرف گھور گھور کر دیکھتا تھا جو بکریوں اور دیشیوں سے بھری تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا یہ تجھے اچھے معلوم ہوتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپؐ تمام کا تمام اُسے مرمت فرمایا۔ اس نے قبضہ میں لے کر نعرہ حق لگایا کہ خدا کی قسم کوئی شخص داؤد و دشمن میں اتنی سخاوت نہیں رکھتا، بجز حق تعالیٰ کے نبی کے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اور مؤلف القلوب میں داخل ہو گئے۔

یہ سخاوت دیکھ کر ذوالخوہیہ نامی منافق بل بھن گیا۔ اور کہنے لگا انصاف فرماؤ : یا رسول اللہ، آپؐ نے فرمایا تھا جبرانی ہو، میں نہ عدل کروں گا تو کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیکھئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اس کے اور بھی ہمراہی ہیں۔ کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو، ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (حاشیہ صدقہ لا فاضل زیر کتب ۵۸ سورۃ قویہ) اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جیھی وہ ناراض ہوں۔ جب حضور علیہ السلام غنائم اور مہاں کے معاملات سے فارغ ہو گئے تو مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمانے کا عزم کیا۔ بارہوی کی رات کو جب ماہ ذیقعد کی بارہ راتیں باقی تھیں جبرانہ کے مقام سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ تشریف لائے اور عمرہ ادا کر کے واپس لوٹ گئے۔



## غزوہ تبوک (عسرت) میں منافقین کا کردار

رجب ۱۱ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔ جبکہ ہر تہی شاہ روم نے تمام کفار کو مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کی دعوت دی۔ ادھر قحط سالی کا زمانہ تھا۔ اور کھجوروں کا فصل پکنے کو تیار تھا۔ اسی غزوہ میں حضرت ابوجبر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ سات سو گھوڑے بمعہ ساز و سامان اور ایک ہزار دینار نقد پیش کئے۔ جس پر فرمان نبویؐ ہوا، 'غفر اللہ لک یا عثمان ما امرت وما اعلنت'۔ اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہونیوالی خفیہ اور اعلانیہ غلطیاں بخش دیں۔ دو متمد منافقین نے اس غزوہ میں کوئی مدد نہ کی، بلکہ شمولیت سے بھی معذوری ظاہر کی اور رخصت لے لی۔ اس غزوہ میں منافقین کا کردار مثالی رہا۔

چونکہ اس سفر میں محنت و مشقت اور سختیاں زیادہ تھیں، منافقین کی اس جماعت نے جن کو معذورین کہتے ہیں عذر نہا ہر کئے تھے اور ایک جماعت نے بغیر عذر کے مختلف اختیار کیا اور بیٹھے رہے اور یہ دوسروں کو بھی ہوا کی سخت گرمی و مشقت وغیرہ سے خوف دلا کر روکتے رہے۔ ان کا تذکرہ سورۃ توبہ میں بیان ہوا۔ ان منافقوں میں ایک شخص جابر بن قیس تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے مدینہ میں رہنے کی اجازت دیکئے۔ اور نامعقول عذر پیش کیا کہ میں عورتوں کا دلدادہ ہوں جب میں بنی الاصر کی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اور میں فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور رخ انور اس کی طرف سے پھیر لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ "ان میں سے کوئی تم سے یوں عرض کرتا کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیں، سن لو وہ فتنہ میں ہی پڑے اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے، کافروں کو"۔ سورۃ توبہ آیت ۲۹۔

منافقوں کا ایک گروہ طمع غنیمت اور دنیاوی مال کے لالچ میں ہمراہ ہوا اور ان کی روانگی اور واپسی کے دوران حرکات شنیعہ و رکلمات ناپسندیدہ وجود میں آئے۔ جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ناگوار گزری۔ چنانچہ ثنیۃ الوداع سے عبداللہ



ابی سہول منافق اپنے حلیفوں اور ساتھیوں کے ساتھ لشکر اسلام سے باہر نکلا اور  
ب کے مقابل علیہ جو کمر اُس نے پڑا دیا اور کہا کہ محمد بنی اصفرت جنگ کرنے جا ہے  
اور وہ یہ جانتے ہیں کہ ان سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ  
کے ساتھی و اصحاب پابند طوق و سلاسل ہیں اور وہ اطراف و اکناف عالم میں متفرق  
ہو گئے ہیں۔ جب ان منافقوں کے ٹوٹنے کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمع ہا  
پہنچی تو فرمایا، اگر اس میں کچھ شک ہوتا تو وہ ہم سے پیچھے نہ رہ جاتے اور فرمایا خدا کا  
مکر و کد شریروں سے نجات پائے۔ (مدارج النبوت)  
خیر اس کا پیچھے رہ جانا مسلمانوں کے لئے اچھا ثابت ہوا مگر اس نے اپنی جنت باطنی کا  
ظاہرہ کر ہی دیا۔ غزوہ اُحد کی طرح واپسی اس لئے کی کہ مسلمان بدول ہو جائیں گے اور ان کے  
مکر و کد پڑ جائیں گے۔

## مسجد صرار

چونکہ اس غزوہ کے سر کرنے کو دو اوصاف مایہ صرف ہوئے۔ منافقین  
نے ان دو دران ابو عامر نصرانی راہب کی کہنے پر مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کر لی کہ ہم وہاں  
بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف باہمی مشورہ کیا کریں گے۔ چنانچہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و  
آلہ وسلم غزوہ سے بفتح و کامرانی واپس تشریف لائے توفیق کی مبارک دینے شہر سے باہر نکلے  
اور پیچھے رہ جانے کے عذر پیش کئے۔ نیز عرض کیا کہ حضور! ہم نے ایک مسجد آسانی کے لئے  
بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں، وہاں میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ  
اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کا دعا فرما دیجئے۔ "چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا کرنے

لے یہی ابو عامر حضور کی بغثت سے پہلے اہل مدینہ کو آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دیتا۔ جب آپ تشریف لائے  
تو بوجہ حسد دشمن بن گیا۔ ہر کی فتح سے آپ کے خلاف اور بھی بغض بڑھا اور مدینہ سے مکہ چلا گیا۔ وہاں سے  
منافقوں کے ساتھ خط و کتابت کرتا چنانچہ مسجد صرار اسی کے کہنے پر تعمیر کی گئی۔



سے منع فرمادیا۔ اور فرمایا: ”اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کے سبب اور کافروں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہے (یعنی ابو نامر اسب) اور وہ منور قسمیں کھائیں گے۔ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں“ اسی مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔ بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دلت سے جس کی بنیاد پر ہیر گاری پر رکھی گئی ہے (مسجد قبلہ جس میں دو سال بڑھنے سے عمرے کا ثواب جوتا ہے) وہ اس قابل ہے کہ اس میں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب سٹھرا ہونا چاہتے ہیں اور سٹھرے اللہ کو پیارے ہیں“ تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی“ اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر وہ بھلا یا۔ وہ جس نے اپنی نیوچنی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تودہ اُسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھکے پڑا۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا“ وہ تعمیر جو چینی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی ہے گی۔ مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

(سورۃ التوبہ)

یہ تو تختاں کا کردار، اب ان کا ظاہر و باطن، چیلے سہلے اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔

## منافقین کی کہانی قرآن کی زبانی

(مبایع منافقین کو جہاد کا حکم دیا جاتا تو کہتے مہم نے حکم مانا پھر حبیبؐ تمہارے پاس سے نکل کر جلتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو یہ کہہ گیا تھا۔ اس کے خلاف رات کو منصوبے کا انعقاد ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے۔ ان کے رات کے منصوبے تو اسے محبوبؐ تم ان سے چشم پوشی فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو) النساء غزوہ تبوک میں جو کچھ انہوں نے کیا سورۃ توبہ میں مفصل بیان ہوا ہے، ملاحظہ ہو۔ اور اب (منافق) اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اور اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں“ اللہ تمہیں معاف فرمائے تم نے انہیں کیوں اذن سے دیا۔ جب تک نہ ٹھکے تھے سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے“ اور وہ جو اللہ اور قیامت

Click For More Books



برایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال و جان سے جہاد کریں، اور  
لنذخرب جانتا ہے پرہیزگاروں کو؟ تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر  
ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈالوں ڈول  
یوں؟ انہیں نہ کفایت منظور ہوتا تو اس کا سامان کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند  
ہو اتوان میں کاہلی بھردی اور فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو، بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ؟ اگر وہ  
میں نکلے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا اور تم میں فتنہ ڈالنے کو تمہارے پیچ میں غرائیں  
افواہیں (مقدلتے اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو؟  
بے شک انہوں نے پہلے فتنہ چاہا تھا اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں اُٹھی پلٹیں یہاں  
سے کحق آیا (یعنی فتح آئی) اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انہیں ناگوار تھا؟ اور ان میں کوئی  
م سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے، سن لو وہ تو فتنہ ہی میں پڑے  
ورے شک جہنم گھیرے ہوئے ہیں کافروں کو؟ اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں بُرائی کے ادا اگر  
ہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے  
پھر یں؟ تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں  
واللہ ہی پر بھروسہ چاہیے؟ تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک  
کا (فتح یا شہادت) اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے یا ہمارے  
تھوں۔ تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں؟ تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگوار  
سے تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا بے شک تم بے حکم لوگ ہو؟ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں انہیں کا قبول ہونا  
مند نہ ہوا مگر اس لئے کہ وہ اللہ اور رسولؐ سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر ہی ہمارے اور خرچ  
نہیں کرتے مگر ناگواری سے؟ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا تعجب نہ آئے اللہ ہی چاہتا  
ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے؟  
ور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں، ہاں وہ لوگ ڈرتے  
یوں؟ اگر پائیں کوئی پناہ یا غایہ سما جانے کی جگہ تو رسیاں تڑانے ادھر پھر جائیں گے؟ اور  
ن میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں (ذوالخولصیرہ) تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ



بلے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبری وہ ناراض ہیں ۵ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی  
ہوتے جو اللہ اور رسولؐ نے ان کو عطا فرمایا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیکھتے ہیں اللہ  
فضل سے اور اللہ کا رسولؐ یہیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے ۵ سورۃ توبہ - اور تم میں کوئی  
ہے (منافق) کہ ضرور دیر لگائے گا۔ پھر اگر تم پر کوئی اُفتاد پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ  
میں اُن کے ساتھ نہ تھا ۵ اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ہے تو ضرور کہے گو یا تم میں اس میں کوئی دوست  
نہ تھی۔ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا۔ ۵ النساء

اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو سنا تے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ  
تو کان ہیں (یعنی ہر ایک کی سن لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اور اللہ پر ایمان  
لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت  
ہیں اور جو رسولؐ اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۵ (توبہ) تمہارے سامنے  
اے مومنو! اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسولؐ کا حق زائد تھا کہ اسے راضی  
کرتے اگر ایمان رکھتے تھے ۵ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلافت کرے اللہ اور اس کے رسولؐ کا  
اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے ۵ منافق ڈرتے ہیں کہ  
ان پر کوئی سورۃ ایسی آئے جو ان کے دلوں کی چھپی بتا دے تم فرماؤ، ہنسے جاؤ۔ اللہ کو ضرور ظاہر  
کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے ۵ اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یہ نہیں ہنسی  
کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولؐ سے ہنستے ہو ۵ بھلنے نہ بناؤ تم  
کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ اگر ہم تم میں سے کسی کی معاف کریں تو اووروں کو عذاب کر دیں گے اس لئے کہ  
وہ مجرم تھے ۵ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی قبیلے کے چٹے بٹے ہیں، برائی کا حکم کریں اور  
بھلائی سے منع کریں اور اپنی منہی بند رکھیں وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ انہیں نہیں چھوڑ دیا۔ بیشک  
منافق ہی پکے بے حکم ہیں ۵ اور اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ  
کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے  
لئے تمام رشتے اللہ سے ۵ جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان  
کے دل اور اولاد تم سے زیادہ لوہا پنا حصہ برستے۔ گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا۔ جیسے اگلے اپنا حصہ  
برتا۔ گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا۔ گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا۔ گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا۔



اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔ ۴۹ (سودۃ قرہ)

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبیؐ) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہے بُری جگہ پٹنے کی ۵۰ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا بُرا لگا، یہی ناکہ اللہ اور رسولؐ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہو گا نہ مددگار ۵۱ اور ان میں کوئی ذہ نہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر آپؐ اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے ۵۲ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا، اس میں سب مل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ ۵۳ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا۔ اس دن تک اس سے ملیں گے بدلہ اُس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اُس کا کھجور بڑے تھے۔ ۵۴ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرکشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔ ۵۵ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں (غزوہ تبوک میں جیسے حضرت صدیق اکبرؓ فدق عظم اور عثمان غنیؓ جنہوں نے بہت زیادہ حصہ لیا) اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے (جیسے ابو عبیدہ انصاریؓ جو رات بھر پانی کھینچ کر ۲ صاع کھجوریں مزدوری کی لائے) تو ان سے (منافقین) ہنستے ہیں (مالداروں کے صدقے کو ریا کہتے اور غریب کے صدقے کو حقیر سمجھتے ہیں) اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۵۶ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہوتے، اور اللہ منافقوں (منافقوں) کو راہ نہیں دیتا ۵۷ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہو گئے کہ وہ رسولؐ کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گواہ نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گرمی میں نہ نکلوا، تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی ۵۸ تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنس لیں اور بہت روئیں بدلہ اُس کا جو کما تے تھے ۵۹ پھر اے محبوب



اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کی نکلنے کی اجازت مانگے تو تم فرماؤ کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو، تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور ان میں سے کسی کی نیت پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھٹ ہونا ہے شک اللہ اور رسولؐ سے منکر ہونے اور فسق (نفاق) ہی میں مر گئے اور ان کے مل یا اولاد پر لعنہ نہ کرنا اللہ ہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور گھر ہی پر ان کا قتل نکل جائے اور جب کوئی صورت اسے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور دے تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ میچہ رہنے والوں کے ساتھ ہوں گے انہیں یہی پسند آیا کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے

مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ دو تہہ ہیں اور انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے کہ تم سے بہانے بنائیں گے۔ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ اور رسولؐ تمہارے کام دکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتنا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اب تمہارے اگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ان تم ان کا خیال پھر دو وہ تو سبے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ بہنم ہے بدلہ اس کا جو کھاتے تھے تمہارے گے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو ان فاسقوں (منافقوں) سے راضی نہ ہو گا سورۃ توبہ

نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکین کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور وہ کفر ہی پر مر گئے کیا انہیں نہیں سوچتا کہ ہر سال ایک یا دو دفعہ آئے جلتے ہیں پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں سورۃ توبہ

تاریخ کرام! آپ نے منافقین کا کردار جو انہوں نے غزوات میں ادا کیا اور وہ کردار جو انہوں نے اسلام دشمنی کے لئے ادا کیا پڑھا اور ان کے متعلق ارشادات ربانی بھی پڑھے اور ان کے اس نفاق

[Click For More Books](#)



کا بدلہ جو اس دنیا میں انہیں ملا اور حقیقت میں ملے گا (کہ وہ جہنم کے سب کے نچلے گڑھے میں ہوں گے) پڑھا۔ اور ان سے میل ملاپ اور راہ و رسم رکھنے کی مخالفت بھی آپ نے پڑھی اور قیامت تک ہونے والے منافقین کی نشانی بھی پڑھی کہ وہ دوزخی پالیسی رکھتے ہیں۔ اور قرآن حکیم نے ان کو خوب رسوا کیا۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ مسلمانوں کو اور اسلام کو جس قدر نقصان منافقوں کے ہاتھوں پہنچا کفار کے سے بھی نہ پہنچا۔

## رئیس المنافقین کی موت

اور یہ غزوہ تبوک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری غزوہ تھا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کا بھی آخری کردار تھا اس کے دو ماہ بعد شوال ۱۱ھ میں مرض قلبی میں بیمار ہوا اور ذیقعد میں مرکز اسقل السافلین میں جاسینا پس کا لڑکا انتہائی مخلص (اس کا نام بھی عبداللہ تھا) و صادق مسلمان تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ کا جانشین تھا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنی قمیص مبارک بطور تبرک عطا فرمادیں اور نماز جنازہ بھی پڑھا دیں تو مجھ پر احسان ہوگا۔ چونکہ بدر کے موقع پر ابن ابی نے اپنی قمیص حضور علیہ السلام کے فرمان پر آپ کے چچا حضرت عباس کو دے دی تھی اس لئے آپ نے اس کا بدلہ چکانے کے لئے دمی اور فرمایا، میرا تبرک اور میری نماز جنازہ مومن کو فائدہ دیتی ہے کافرو منافق کو نہیں اللہ تیری دلداری کے لئے نماز جنازہ بھی پڑھا دوں گا۔ اس وقت تک منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ حسب وعدہ حضور علیہ السلام اس کی نماز جنازہ کے لئے بڑے تو جبریل امین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ ”آپ ان منافقوں کی کسی ایک کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھائیں کبھی بھی“ اور نہ ہی ان کی قبروں پر (دعا کے لئے) کھڑے ہونا یہ اس لئے کہ یہ خدا اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق (نفاق) پر مر گئے“ (توبہ)

منقول ہے کہ ابن ابی کی موت کے دن منافقوں نے جو یہ دیکھا کہ ان کا پیشوا آخر کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اور دعا کا محتاج دنیا زندہ رہا ہے اور آپ کی جانب سے اس کے بارے میں لطافت و کرام کا مشاہدہ کیا تو ایک خیر منافقین نے اگر توبہ کی اور صدق و اخلاص

موجب سرکار و دعاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دعائے مغفرت کے لئے ارادہ کیا تو قرآن باری تعالیٰ ہوا ”آپ اس“ (۶۱) (الفتح منقول)

Click For More Books



## منافق کافر سے کیوں بدتر ہے

یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد خیال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سی بات تھی جس کی وجہ سے ان منافقوں کو کافروں سے بھی بدتر خیال کیا گیا اور ان کا ٹھکانہ جہنم میں کافروں سے بھی نیچے اور ان کا عذاب سخت تر تھا اور ہمیشہ رہنے والا قرار پایا۔ سیدھا سا جواب ہے کہ منافقین کفار سے اس لئے بُرے ہیں کہ کفار مسلمانوں کی حکم کھلا مخالف کرتے اور یہ ظاہری طور پر کلمہ پڑھتے۔ نماز روزہ کرتے اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے مگر دل نے مسلمانوں کے درپے آزاد نہ تھے اور اسلام کے خلاف کفار و یہود کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے اور کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے جس میں مسلمانوں کو نقصان ہو تا نظر آئے لطف یہ کہ جب مسلمان ان سے کہتے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو کیا تم اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے تو کہتے ہیں ”ہم اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یہ ہرگز مومن نہیں“ (سورۃ البقرہ آیت ۸) اور جب ان سے اللہ کا رسول کہتا ہے کہ کیا تم مجھے اللہ کا رسول نہیں مانتے تو کہتے ہیں ”کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اللہ کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ہمزور جھوٹے ہیں“ (سورۃ منافقون آیت ۱) بلکہ اپنے کو ایماندار ظاہر کرنے پر قسمیں کھاتے ہیں دوسری طرف لوگوں کو جہاد سے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے دوسرے اور شبہہ ڈال کر اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نفاق پر سے یوں پردہ اٹھایا ہے ”اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا۔ تو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک وہ بہت بُرے کام کرتے ہیں“ (کہ مقابلہ ایمان کے کفر اختیار کرتے ہیں) یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے (سورۃ منافقون) ان منافقوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم کفار و یہود سے مل کر مسلمانوں کے

(بقیہ مآخیز)

کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار اس کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشنے گا یہ اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر مجھے اور اللہ فاسقوں (منافقوں) کو راہ نہیں دیتا (توبہ) اس پر نبی کریم رضی اللہ عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر مجھے اس کی مغفرت کی امید ملتی تو میں ۷۲ دفعہ اس لئے استغفار کرتا۔ یہ تھا رضی اللہ عنہ ابن کمالی کا بیان و اگر

Click For More Books



خلاف سازشیں کر کے (فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں) سنتا ہے! وحی فساد کی مگر انہیں شعور نہیں ۵۱ (البقرہ)

ان منافقوں میں سے عبداللہ بن بنتی کی یہ خاص ڈیوٹی تھی کہ مسلمانوں کی راز کی باتیں یہود و بتانا اور اپنی خبیث باطنی کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کو گایاں دینا۔ ایک روز محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت اقدس پر شریف فرماتے۔ آپ نے فرمایا! ابھی ایک وحی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، تھوڑی ہی دیر بعد یہ آیا اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ آپ نے اس سے فرمایا! تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گایاں دیتے ہو؟ وہ قسم کھا گیا کہ ایسا نہیں کرتا اور اپنے یاروں کو لے آیا، انہوں نے بھی قسمیں کھائیں کہ ہم نے آپ کو گایاں نہیں دیں جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب (یہودی) ہے وہ نہ تو تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ۵۲ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں ۵۳ (المجادلہ) تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک انہیں منافقوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی۔“ اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے تھے۔ ۵۴ (البقرہ)

## نفاق کے کئی چہرے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اسلام دشمن جماعتوں کو شیطانی گروہ کا خطاب عطا فرمایا، جو ہمیشہ خسارے میں رہیں گے۔ ”آلات حزب الشیطان هم المفسدون“ ۱۹۔ البقرہ حزب شیطان کبھی شرک کی شکل میں آیا۔ کبھی کفر اور کبھی نفاق کی شکل میں ۲۰۔ ان سب میں سے نفاق سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ جب یہ سیاست میں آیا تو اسی کے ہاتھوں مملکت اسلامیہ کو نقصان ہوا اور جب دین میں آیا تو کئی نام اور بہروپ کے ساتھ آیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس کا نام نفاق تھا۔ شہادتِ امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین پر اس کا نام باغی تھا اور خلافتِ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ ثانیہ خدا کریم اللہ وجہہ کے خلاف خوارج

Click For More Books



کا نام رکھ کر سر پیکار آیا۔ اسی طرح اپنے اپنے ادوار میں ابراہیم، اسماعیل، عیسیٰ، عازرہ، خلیفہ، کوزیر، شمر، قیہ وغیرہ نام رکھوائے اور آج کل اس نے نیچری، اہل قرآن اور وہابیت کا روپ دھارا اور پھر ان میں سے وہابیت کئی رنگوں ناموں اور روپ میں لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے۔ ایسا نفاق کے چند بہروپ حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

چونکہ نبی مکرم نور مجتہد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقوں کے ہاتھوں سخت معیبتیں اٹھانی پڑیں اور آپ کو بے عطا والہی معلوم تھا کہ ان کی ذریت سے اسلام اور مسلمانوں کو قیامت تک ذوق پہنچتی رہے گی۔ اس لئے آپ نے ان کے تمام بہروپ اور طے بیان فرما دیئے تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں اور اپنے ایمان کو برباد نہ کر بیٹھیں۔ واضح ہو کہ نفاق کا پہلا بہروپ خوارج ہے۔

## خوارج کا حلیہ

مشکوٰۃ شریف، باب المعجزات کی حدیث نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مقام جعراہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ غزوہ خنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالخوئصیرہ تھا حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! عدل و انصاف سے کام لیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا، بے شک تو نا امید اور ٹوٹے میں رہا، اگر میں انصاف نہ کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا، اس کو اس حال میں چھوڑ دو، اس لئے کہ اس شخص کے کچھ لوگ تابعدار ہوں گے اور تم ان کی نمازوں سے اپنی نمازوں کو اور ان کے معزوں سے اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، اس لئے وہ لوگ ریاکار اور طالبِ شہرت ہوں گے اور دکھانے کے لئے اچھی طرح نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے جھوٹ کر شکاریں سے گزر جاتا ہے جب تیر شکار کے جسم سے گزر جائے اور باہر آجائے تو اس کے پیکان پر تک صاف ہوتا ہے اور کوئی چیز اس کے کسی حصہ میں لگی نظر نہیں آتی۔

Click For More Books



حالانکہ وہ نجاست اور خون میں سے نکل کر آتا ہے۔ اور اس شخص کے بعض تابعداروں کی علامت یہ ہے کہ وہ سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا، جس کے ایک بازو میں عورت کے پستان کی مانند ابھرا ہوا گوشت یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہوگا جو ہلتا ہوگا اور یہ لوگ (یعنی ذوالخو نصیر کے پیروں) واتباع) لوگوں کے ایک بہترین فرقہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان لوگوں (خوارج) کی ایک جماعت لڑی اور میں اس جنگ میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علیؑ نے فتح پائی تو اس شخص کو لاش کرنے کا حکم دیا گیا جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ نقشوں میں تلاش کر کے اس کی نعش کو لایا گیا، میں نے اس کو دیکھا اس کی جو صفت آپ نے بیان فرمائی تھی اس میں موجود تھی۔

اور ایک اور موقع پر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ پیشانی بلند تھی، گنجان والی تھی، رخسارے لٹکے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ بندا اٹھائے ہوئے تھا۔ اور آپ سے عرض کیا "اے محمد! خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔" آپ نے فرمایا، اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں گا تو کون اطاعت کرے گا اور تو مجھ کو اطاعت گزری کا سبق دیتا ہے۔ خدا مجھ کو امین جانتا ہے اور زمین کے لوگوں میں امین ہوں، تو مجھ کو امین نہیں جانتا اور مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔ ایک شخص (حضرت علیؑ) نے آپ سے پوچھا کیا اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ نے منع فرمایا، پھر جب وہ شخص چلا گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کی اصل سے ایک قوم (اسی نسل کی) پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھے گی اور قرآن ان کے حلق سے پیچھے نہ جائے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شیر شکاری کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ (یعنی خارجی) مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بہت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ان کو اس طرح ہلاک کروں، جس طرح عاد ہلاک کئے گئے۔ (بحوالہ صحیحین)

امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "الرد علی الاخوانیۃ" میں خوارج کے متعلق چند ایک احادیث نکل کر کے لکھا ہے "خوارج کی تکفیر اور ان کے خلاف محرمات جہاد کی حدیثیں بکثرت موجود ہیں، ان کا عظیم گناہ یہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کو کافر کہتے ہیں، ان کی عزت و ناموس کو گرانا ان



کی جائیدادوں کو تلف کرنا۔ بلکہ ان کے خون تک کو گرانا مستحسن اور لائق ستائش گردانتے ہیں۔ صفحہ ۱۴۹ خوارج اور روافض بظاہر قرآن پاک اور اسلامی تعلیمات کا سہارا دیتے ہیں، لیکن بیاطن الحاد اور بدینی پھیلانے میں کمر بستہ ہیں، سنت رسولؐ اور اہلسنت کے ساتھ مخالفت کے پیش نظر خدا کے باغیوں اور منافقوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ حدیث خوارج اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ یہ لوگ جس طرح حضرت علیؑ اور اس کے رفقاء کے خلاف فہر و آنا کرتے تھے، اسی طرح حضرت معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بھی جنگیں لڑتے تھے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک نئی جماعت خروج کرے گی، جن کو دو جماعتوں میں سے اقرب الی الحق جماعت قتل کرے گی۔ چنانچہ آپؐ کی پیشین گوئی کے مطابق ان کو حضرت علیؑ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا۔ جبکہ تعجب انگیز نعرہ وہ نعرہ ہے جو خوارج لگاتے تھے (لا حکم الا للہ) عقائد اسلام، دیوبند، مصنفہ مولوی خلیل احمد ص ۲۲ ہمارے نزدیک اس کا (خوارج کا) وہی حکم ہے جو صاحبِ تختِ عثمان نے فرمایا ہے کہ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (علیؑ) پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قاتل کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو ملال سمجھتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرمائے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ (یہی کچھ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین نے اہل حرمین سے کیا جب وہ حملہ آور ہوئے)

یہی خارجی جنگِ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف لڑتے رہے اور جنگِ صفین میں جب فریقین کے درمیان برائے تصفیہ حاکم مقرر کرنا طے پایا تو یہ سب آپ سے یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ لا حکم الا للہ کہ حاکم اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ انہوں نے یہ چال اس

علا لا حکم الا للہ کے نعرے پر وہ لوگ تاریخی زبان میں خارجی کے نام سے مشتمل ہوئے۔ صبیح مسلم میں خوارج کا جو علیہ بیان کیا گیا ہے یعنی گھنی دار مہیوں، بلند رخساروں، دھنسی ہوئی آنکھوں، بھری ہوئی پیشانیوں، منڈھے ہوئے سروں والے۔۔۔۔۔ ان میں اکثر ایسے ہی علیہ والوں کی تھی اور بے حساب نمازیں پڑھنے والے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، خوش الحان قاری، مشمیر الا زار (تہ بند اونچے باندھے والے) غرضیکہ بزعم خویش وہ لوگ اپنے آپ کو بچا مسلمان سمجھتے تھے۔ اشعۃ اللمعات ص ۱۵۹ کے حاشیہ میں رقم ہے کہ یہ علیہ شرارت و جہالت اور قسادت قلب پر دلالت کرتا ہے اور سارے خارجی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ حضور صادق المصطفیٰؐ کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔ کثرت سے حافظ قرآن



لئے چلی کہ وہ منافق تھے، اسلام دشمن تھے اور فریقین کے درمیان صلح نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہا (نقل کفر کفر نہ باشد) تم مرتد ہو گئے ہو تو یہ کمر کے دوبارہ کلمہ پڑھو، چنانچہ نہروان کی جنگ میں جو حضرت علی المرتضیٰؑ نے ان کے خلاف لڑی تھی چھ ہزار خارجی واصل جہنم ہوئے، صرف نو باقی بچے جن کی ذریت آج تک کئی بہرہ پر میں موجود ہے۔ نبی مکرم نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خوارج کی ایک یہ نشانی بھی بیان فرمائی کہ وہ مجھ سے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اور میری اولاد سے بغض رکھیں گے اور فرمایا کہ خوارج جہنم کے کئے ہیں۔

## موجودہ زمانے کے خوارج

شروع ہی سے ان خوارج کا سادات کرام کے ساتھ یہی طریقہ بغض چلا آ رہا ہے بلکہ آج کل تو یہ گردہ بہت ہی سرگرم عمل ہے۔ کراچی میں محمود عباسی نے ”خلافت معاویہ و یزید“ کتاب لکھ کر اپنی خارجیت کا کھلم کھلا ثبوت دیا ہے اور لاہور میں اس کے روحانی بیٹے محمد دین بٹ نے رشید ابن رشید نامی کتاب لکھ کر اور اس پر ۲۳ علامہ نے تقاریظ لکھ کر اپنی خبیث باطنی کائنات فراموش کیا ہے۔ اسی طرح جہلم میں حکیم فیض عالم صدیقی نے ”صدیقہ کائنات“ اور کراچی میں مولوی محمد عظیم نے ”حیات سیدنا یزید“ لکھ کر اپنے خارجی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام آثار ہیں ملک و پاکستان نے ضبط کر لی ہیں اور یہی ضبطی کتب ہی ان کے بدمذہب ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ ان خوارج کی کتابوں کے کئی ایک جواب بھی لکھے گئے ہیں اور ان میں ان کے بد عقائد بھی بیان لئے گئے ہیں۔ چلتے چلتے ان کے عقائد پر کچھ تبصیر بھی ملاحظہ ہوں :

## خوارج کے عقائد

کتاب خارجیت کا جدید ایڈیشن کے صفحہ ۵۶ کا اقتباس: ”آج خوارج تاریخ و تحقیق کے نام پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت کے خلاف بارگاہ مذہبیہ اختیار کئے ہوئے اپنی تاریخی ذہنیات کا کمرہ مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور خود ہی آخر الزماں پر بد ملا یہ الزام دگاتے ہیں کہ نبی نے اپنے پیروں میں کسی کو خلافت کسی کو جنت میں عورتوں کی مسجد دینا اور اس کو حضرت علیؑ کی سرداری دے کر



مسلمانوں کی حق تلفی کی ہے اور ان کا یہ الزام ان کے فرقہ کے بانی خداوند صبر و قیام کے اس بدترین اور گستاخانہ اعتراض کا دوسرا نام ہے جو اس بدعت نے نبی پاک کو کہا تھا کہ یا رسول اللہ عدل فرمائیے مسلمان اہلسنت و جماعت اب تو آنکھیں کھولیں اور خارجیوں کا محاسبہ کریں۔ یہ گروہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو موت قرار دیتا ہے۔ ۲۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ راشد بھی تسلیم نہیں کرتا۔ ۳۔ سیدنا علیؑ کو نعوذ باللہ صحابہ کا قاتل قرار دیتا ہے۔ ۴۔ سیدنا حضرت علیؑ کی شان میں جو احادیث مقدس ہیں ان سب کا انکار کرتا ہے۔ ۵۔ لوحِ امانِ حنت کے سردار سیدنا حضرت امام حسینؑ کو صحابی رسولؐ نہیں مانتا بلکہ ان کو دنیا دار، اقدار پرست، حریص، اور نعوذ باللہ بانی قرار دیتا ہے۔ ۶۔ اہل بیت کی شان میں آیتِ تطہیر کو تاویلوں سے جھٹلاتا ہے۔ اور جہود و علماء اور اجماع امت کے خلاف عقائد رکھتا ہے۔ ۷۔ یہ جہود کو امیر المؤمنین خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ کہتا ہے (اور پیدا نشی جنتی بھی) اہل بیت اور صحابہ کرام اور سادات و شمنی کے علاوہ اجماع امت اور مشاہیر امت کے خلاف وہ زبان درازی کرتا ہے۔ ۸۔ سلسلہ ہائے طریقت یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو اہل تشیع کی ایما و قرار دیتا ہے اور طریقت کے اکابر کو سبائی قرار دیتا ہے۔ "خارجی گروہ کہتا ہے کہ اسلام میں مساوات ہے اور سب برابر ہیں۔ خاندان،

بقیہ ما قبلہ ص ۲۹

میں جنہوں نے رشید ابن رشید پر تعاریف لکھی ہیں۔ اور جب ان نوازش نے ان کے اکابر پر سیاسی ذہنیت کا الزام لگایا تو یہ کھلی کون کے مقابل آگے جیسا کہ خارجیت کا جدید یاڈریشن کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے "عام طور پر یہ گروہ اپنے پرشہداد اور فقیہ عقائد کو ظاہر نہیں کرتا، بلکہ کھلم کھلا علانیہ طور پر خود اجماع الدین چشتی، جمہوری، مجددی، ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مولانا قاسم نانوتوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد مدنی مولانا محمد طیب اور سبط مشاہیر اسلام کے مخالف سیاست زدہ ذہن کا پراگندہ کر کے اپنی خود ساختہ تحقیق و تاریخ کو پیش کر کے مسلمانوں کو شقیہ و تار یک کے فقیر مذمت میں دھکیل رہے ہیں مسلمانان اہلسنت و جماعت کو اس گروہ نامراد کے شر سے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہیے۔



سب در نسب اور رشتہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر نیزہ کے پاس سے میں یہ ساری باتیں وہ لوگوں کو خود یاد کر لیتے ہیں۔ (علاء اللہ کے متعلق علماء اہلسنت نے من فتوے دیئے ہیں۔ کافر باعین ناجزو فاسق۔ ص ۱۲۴)

ص ۱۲۴ افسوس ہے کہ (موجودہ خوارج) قاتلون حسینؑ اور دشمنان صحابہ اور اہل بیت کے لوگوں کی وکالت کرتے کرتے ان مجرموں سے بھی باز رہ گئے۔ اور نیزہؑ ابن زیاد، شمرؑ ابن سعد کو عظیم رہنما اور غازی کہتے دیکھتے یہ حامیان نیزہؑ سیدنا حضرت علی رضی اللہ کی خلافت پر تعلق رکھتے تھے۔ اس طرح ان مجرم کی حمایت کرتے ہیں۔

ص ۱۲۵ (موجودہ خارجی) تو سیدنا امام حسینؑ اور سیدنا حضرت علیؑ کو صحیح معنوں میں عام مسلمان بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کی کتابوں اور روایتوں میں خاندان الہ بیت اور فلیفہ پیام کی دشمنی رکھتے ہیں۔ (التریب محمد عثمان الوری دیوبندی)

اب ان کے چہرے سے اور ہر وہ اعتبار ہے ان خارجیوں نے چند سال ہوئے مجلس عثمان غنیؑ کو پی میں قائم کی اور اس مجلس میں پہلی تاریخ ۲۷ صفر ۴۰ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی یاد اور یکے ہوئی (مؤلف احمد حسین کمالی) کے نام سے شائع ہوئی۔ اس مجلس اور کتاب کی نقاب کشائی مولانا محمد عبدالرشید نعمانی دیوبندی نے ایک کتابچہ ”ناصری سازش“ لکھ کر یوں کی ہے۔

ص ۱۲۶ ”مجلس کی آج تک کی کارکردگی کی روشنی میں انصاف اور ظاہر و باطن کی یکسانیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ مجلس کا نام بھلے ”مجلس عثمان غنی“ ہونے کے ”مجلس مروان دینریہ“ ہونا یا مجلس منصفین مشر و مبشرہ“ نیز یہ مجلس ”حب صحابہ اور رشتہ کا لیل لگا کر صحابہ کے سراپا انوار چہروں پر نیزہ سیاہیاں تھپتے کی قسم ہے اللہ تعالیٰ اس کے بانیاں کی اصلاح فرمائے اور اہلسنت کے تعلق بالصحابہ اور افتاد کو جوں کا توں برقرار رکھے آمین۔“

ص ۱۲۷ ”علاء اللہ ترمذی شریف میں ہے کہ ”میرے نسب اور تعلق کے علاوہ ہر نسب اور تعلق منقطع ہو جائے گا۔“

ایک اور حدیث میں ہے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ داری فائدہ نہ دے گی۔ ”اے میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں مددگار ہے۔ اے لوگو میں عرض پر تمہارے لئے پیش رو ہوں گا۔“ لا انتساب بہنہم کہ ان کے درمیان تمام رشتے دار بیاں نہیں ہوں گی۔ سادات کرام کے ہوا کے ساتھ مخصوص ہے۔ (ص ۱۲۸ برکات آل رسول، علامہ اسماعیل بن احمد سبہانی رحمۃ اللہ علیہ)



خلفائے ثلاثہ کے دشمن ہیں اور بائمانہ مجلس ملی حسنین کے دوران معاویہ کے جو حضرت علی کو بمقابلہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت حسنین کو بمقابلہ یزید واجب الاحترام اور اپنا قائد گردانتے ہیں۔  
۴۵۔ یہ لوگ مروان اور یزید کے دیوانے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کی عیب چینی کرتے ہیں۔

۱۲۔ ”اس کتابچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو اس طرح رنگ آمیزی کر کے بیان کیا گیا ہے کہ جس سے حضرت ممدوح کی شہادت کے اصل ذمہ دار تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قرار پائیں اور آپ کے ہر مدعا جزا و گنا حضرت حسنین، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور ان دونوں حضرات کے صاحبزادے محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجماع کا کردار بھی اس بارے میں کھانا و ناظر آئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے کہ حضرت صدیقہ پر طوفان باندھتے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو مورد طعن و ملامت بنایا جائے۔

نوٹ: مولوی عظیم الدین نے اپنی تصنیف ”حیات سکینہ یازید“ میں خلفائے راشدین کے ذمہ چوتھے نمبر پر مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام دینا کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ”حضرات خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت معاویہ نیز دیگر خلفائے نبی امیہ کی خوش نصیبی (جس میں یزید بھی شامل ہے) کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مصداق ہو کر دین اسلام کو سر بلند رکھنے کی توفیق ملی۔“ (ذاکر بفضل اللہ و نعمتہ) (حالانکہ علما مجہور کے نزدیک چوتھے خلیفہ برحق حضرت علی المرتضیٰ ہیں)۔

اب عباسی کا عقیدہ ملاحظہ ہو: حضرت علی کے مختصر سے ایام تقن کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے توفیق دی کہ حضرت معاویہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ پر امت نے اجتماع کر لیا۔  
۲۔ ”چنانچہ حضرت علی کے مقتول ہونے تک آئینی بیعت نہیں کی گئی۔“ حضرت علی کے نام کے ساتھ مقتول اور حضرت معاویہ کے نام کے ساتھ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کے الفاظ کسی حقیقت کی طرف غمازی کر رہے ہیں۔ فاعبروا یا ولی الابصار۔ (بجو الکتب عبد المجید دیم اور یزیدیت ص ۳۱ مولف مولوی غلام کبھی ہزاروی جہلم ولی بندی)

اب اسی کتاب کے مطابق یہ بھی سنتے چاہیے:



یہی اس نظریہ کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ بھی کوئی سُنی نظریہ ہے۔ بلکہ یہ ملعونہ، ملعونہ،  
مغضوبہ نظریہ کسی غبیث الفطرت، شریر النفس، شقی ازلی خارجی بد نعت کا ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ  
اہلسنت حضرت حسین کو جنت کے جوانوں کے سردار جانتے ہیں۔ یزید پلید از سعادۃ بعیدہ کو  
حضرت حسین کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ ص ۲۲

نوٹ ۱۔ موجودہ خوارزم کا پوسٹمارٹم مولوی محمد طیب صاحب معتمد دارالعلوم دیوبند نے اپنی  
کتاب "شہید کر بلا اور یزید" میں خوب کیا ہے۔ جو انہوں نے خلافت معاویہ و یزید کے رد  
میں لکھی ہے۔ شوق ہو تو ضرور پڑھیں۔

## واقعہ عرہ

یہ واقعہ حامیان یزید کے لئے تازیانے کا کام دیتا ہے۔ شہادت امام مایہ مقام پیر اہل مدینہ کو  
جو فوج و غم ہوا وہ کسی سے پنہاں نہیں۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ یزید پلید نے اب کھلم کھلا فسق و فجور کا بازار گرم  
کر دیا۔ جس کے باعث جن ابابیان مدینہ نے یزید کی بیعت کی ہوئی تھی تو ردی۔ تو یزید نے مسلم بن عقبہ  
کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اس کی فوج نے ہزاروں صحابہ کبار کو شہید کیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے  
باندھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مقدس کو غلاطنت سے آلودہ کیا۔ جنت کی کیاری کو ان کے  
گھوڑوں نے لید اور پشیا ب سے بھر دیا۔ ان وحشی دندلوں اور کافروں نے مدینۃ الرسول کی بہویشیاں  
کی عصمت کھوٹ دیا ایک ہزار سے زائد پاکبازوں کی عصمت وری کی۔ تین دن تک آسمان سیاہ  
رہا۔ اس دوران مسجد نبوی میں نہ آذان ہوئی نہ جماعت حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں،  
میں دیوان بن کر قبر انور کے پاس چھپا رہا۔ بوجہ تاریکی نمازوں کے اوقات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ سڑ  
کے مارے مسجد میں کوئی نہ آتا۔ لوگ گھروں میں سہمے بیٹھے تھے۔ قبر انور سے آذان کی آواز آتی  
تو میں نماز پڑھتا۔

اس کے بعد یزیدی فوج نے بکرم یزید کھ مکرمہ کا رخ کیا۔ وہاں بھی پہلے کی طرح  
حرم پاک میں بے حرمتی کی گئی۔ بیت اللہ شریف پر متغیق کے ذریعہ آگ کے گولے برسائے  
گئے جس سے خاد کعبہ کا ایک کونہ شہید ہو گیا اور غلاف کعبہ جل گیا۔ اسی دوران پیغام آیا کہ  
یزید پلید مر گیا ہے تو محاصرہ ختم ہوا۔ ایسے غام کو تو یہ کی مہلت ہی کہاں ملتی ہے۔



یہ تو تھا خارجیوں کے امیر المومنین پیدائشی جنتی کا آخری کارنامہ اور انجام۔ مگر اس کے باوجود آج بھی اس کے ہمنوا اس کی مدح سرائی کر کے اسے خلیفہ رشید ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور امام عالی مقام کو نعوذ باللہ باغی، یاد رہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں غیر ملکی ہاتھ ہے ان بد مذہب کو غیر مسلم حکومتوں کی امداد حاصل ہے، تبھی تو لاکھوں روپے کی کئی میں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

## خارجیت و ہابیت کی شکل میں

جب یہ خارجیت، نجدیت یعنی و ہابیت کی شکل میں آئی تو اس کے پیروکاروں نے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی قرار دیا اور ان کا خون حلال قرار دیا۔ اور بیرون مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور بڑی بیڑوں کا کردار ادا کیا، حرمین شریف کی بے حرمتی کی، صحابہ کبار کے مزارات زمین کے برابر کر دیئے، گنبد خضریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ اور آذر دھاک بھیجا، جس سے وہ مر گئے۔ تبھی تو سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سخت اظہارِ ناراضگی فرمایا ہے۔

ذیل میں بانی و ہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے عقائد کے متعلق علماء دیوبند کے چند خیالات ملاحظہ ہوں:

عقائد علماء دیوبند مصنف مولوی حلیل احمد صاحب ص ۲۷: "ہمارے نزدیک اس کا وہی حکم ہے جو صاحبِ دُر مختار نے فرمایا، اور خوارج ایک جماعت ہے۔ ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی۔ علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو خلیفہ مذہب بتلانے لگے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور حیان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔"

اشہاب الثاقب مصنف مولوی حسین احمد مدنی ص ۴۲: "صاحبِ محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہلسنت و جماعت کے قتل و قتل کیا اور ان کو باطلہ اور ایسے خیالات کی تکلیف دتا



رہا۔ ان کے احوال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اہل جہاز کو غوراً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی تھی، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اخصاً وہ ایک ظالم و باغی، خوشخوار اور فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے نہ ہنود سے بغض نیک و جہدات مذکورۃ کا دہر سے ان کو اس کے ظالمی سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے۔ اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دیں ہیں تو ضرور ہونا چاہیئے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔“

ذیل کی احادیث پڑھ کر آپ یقیناً مجبوریت ہوں گے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کبار کے سامنے قیامت تک برپا ہونے والے جن مذہبی فتنوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان میں نجد کا یہ فتنہ و ہابیت“ خاص طور پر نمایاں ہے، حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ، ائمہ فتن کے متعلق مکرار کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

## ہمیشہ

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بھی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا، جو آج سے قیامت تک کسی فتنے کا بانی ہو گا۔ جس کے ساتھیوں کی تعداد دین سویا اس سے زائد ہو گی یہاں تک کہ حضور نے اس کا نام اور اس کے قبیلے کا نام نہیں بتا دیا۔ اب اسی حقیقت کے پس منظر میں نجد، گروہ اور اس کے متعلق سے تبلیغی جماعت کی بابت احادیث میں جو نشان دہی کی گئی ہے، اس کی حیرت انگیز تفصیلات، ملاحظہ ہوں۔

## نجدیت کے متعلق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا، جو ایک دن آپ نے صحابہ کبار کی فرمائش پر فرمائی: ”خداوند! ہمارے شام اور میں میں برکت لائے۔“

Click For More Books



آنٹھویں حدیث قدسی : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، کہ نبی کریم روضہ الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک مخلوق ایسی ہی پیدا کی ہے کہ جن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل ایلوسے سے زیادہ تلخ ہیں ، سو میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ بے شک میں ان پر ایسا فتنہ نازل کروں گا جس میں بڑا عاقل بھی حیران رہے سو کیا وہ میری مہلت دینے پر بھولتے ہیں یا میری مخالفت پر دلیری کرتے ہیں ؟ (ترمذی شریف)

نوٹ : اگر ان کی یہ نشانی "کہ جن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں" ٹھیک ہے تو یقیناً ان کے دل ایلوسے سے زیادہ تلخ ہیں جیسا کہ دلوں کے مجید جاننے والے نے ہمیں بتا دیا جس کا عملی نمونہ ابھی آ رہا ہے ۔

نویں حدیث قدسی : اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کے عمل سے دنیا کمائیں گے لوگوں کو دکھانے کو اور اپنی نرمی دکھانے کو صوفیہ منہیں گے ۔ (یعنی بزرگوں کا سا لباس) اور ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی ، مگر دل ان کے بیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میری مہلت پر مغرور ہوتے ہیں یا میری مخالفت پر جرات کرتے ہیں ۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان لوگوں پر انہیں میں سے فتنہ غالب کروں گا جس کے اندر بڑا دانا بھی حیران رہ جائے گا (ترمذی شریف) بحوالہ حدیث قدسیہ ص ۷۷

نوٹ : ان کے پیروں کے لباس ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا اور ان کے خراج کہاں سے آتے ہیں ؛ اور ان کا ظاہر اور باطن غیب دان نبی نے بتا دیا جو یقیناً صحیح ہے چونکہ ان کا طریقہ تبلیغ اس طریقہ سے بالکل مختلف ہے جو اللہ جل وعز نے قرآن میں بیان فرمایا ، اس لئے بقسم فرمایا کہ ان کا یہ طریقہ تبلیغ باعث فتنہ ہوگا کہ ان کی وجہ سے گھر گھر روائی جھگڑے شروع ہو جائیں گے کوئی ہی ایسا گھر بچا ہوگا جس میں اس فتنہ کا دخل نہ ہوا ہو اور دنیا حیران ہے کہ جیسے جیسے اس فتنہ کی مخالفت کی جاتی ہے یہ فتنہ غالب ہے قرآن میں تو طریقہ تبلیغ یوں بیان ہوا ہے ۔

سورۃ قمر آیت ۱۶۲ ترجمہ : اور ان لوگوں سے یہ تو مہم نہیں کہ سب کے سب نیکیں تو ہیں اور ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت نکلا کہ دین کی بھجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرنا لیں اس امید پر کہ وہ بچیں " اس آیت میں صاف بیان کیا گیا ہے کہ پہلے دین کی سمجھ حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکلیں گے یعنی کسی مدرسہ میں اور جب فارغ التحصیل ہو جائیں تو واپس آکر اپنی قوم کو ڈرنا



سنائیں نہ کہ سارے پاکستان میں تبلیغ کرتے پھریں، چنانچہ صحابہ کبار بھی پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکر تلمیذ حاصل کرتے پھر اپنی اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرتے۔ موجودہ تبلیغی جماعت کا طریقہ خلاف قرآن و سنت ہے۔ قاضی عبدالسلام دیوبندی خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر نے ایک کتاب ”شاہراہ تبلیغ“ نامی لکھی ہے جس میں اس نے تبلیغ جماعت کے موجودہ طریقہ تبلیغ کو بدعت مندار ثابت کیا ہے (یہ کتاب بندہ سے طلب کریں)

اس کتاب کو پڑھنے میں بہت مصلد ہے، اس لئے کہ موصوف خود بھی تبلیغی جماعت میں شامل تھا۔ جیسا کہ خود ص ۳۱ پر لکھتے ہیں: ”بندہ عاجز تو جماعت میں گھسا ہوا تھا احکام شرعی سے رفقا نے جماعت کی تلخ بے اتفاقی اور رعوت اور جہالت نے اس عاجز کو واپس آنے پر مجبور کیا اور انعلق الصبح یہ واضح ہو گیا کہ اس جماعت پر دین کا ملمع ہے اور باطن میں فالص صفر، چند رسوم کا مجموعہ ہے بنیاد کچھ نہیں۔“

انہوں نے ثابت کیا ہے کہ یہ کور سے بے علم اور عرزی سے نابلد محض اردو پر اکتفا کئے ہوئے ہیں چنانچہ ص ۳۱ پر لکھتے ہیں۔

”عرزی زبان اور عرزی علوم اور قدیم اعمال دین معطل ہو جائیں گے کتاب پڑھنے کے لئے تبلیغی نصاب ہوگی۔ بجائے عربی میں کے آروفتی بین سہی۔ امر و نہی اور احکام شرع کی پابندی سے آزار صرف فضائل اعمال کی ایک ہلکی سی گٹھڑی کا سر پر ہوگی اور بس اور دین نام ہوگا انہی سر روزوں اور چلوں کا۔ اور یہ حدیث صادق ہو جائے گی۔“

**حدیث:** ترجمہ: علم دنیا سے اٹھ جائیں گے (قریب قیامت میں) اور جہل کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار اور امیر بنائیں گے، بغیر علم کے فتوے دیتے ہوں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہوں گے، ایذا باللہ العظیم، انصاف؟ قیامت کی باز پرس کا خوف؟

جب سے معلوم ہوا کہ در حقیقت یہ چند رسوم کی مجموعہ ہے جس کا لازمی نتیجہ انجمن عوام کے باحقوں اسلام کی اصل حقیقت اور حقیقی خدو خلل کا مسخ ہو جانا ہے تو بندہ الگ ہو گیا۔

شاہراہ تبلیغ میں انہوں نے ثابت کیا کہ ان کا موجودہ طریقہ تبلیغ چلتے پھرتے تو خیر رکڑوں اور عوام کا لادنام کا بسترے کندھوں پر لدا کر سر روزوں اور چلوں میں لگائے رکھنا۔ سنی سنانی ہاتھوں



کو ازبر کر کے اجتماعات میں بے تکلف سنانے کی مشق کرانا، لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اکسانا چاہے جھوٹ کے طوار کے ذریعہ کیوں نہ ہو تبلیغ میں وقت دے کر ضابطہ کی غائے پُری کروانا اور مسبّدوں میں ہر جمعہ کی شب کو اجتماعات کرانا اور اس کا ثواب حج و عمرہ کے برابر بتانا اور جنت کے نمک تقسیم کرنا اور وہاں بجائے عقائد و اعمال کے اور علم و ذکر کے تبلیغی نصاب میں محض فضائل سنانا حالانکہ اسلام نام ہے علم و عمل کا (بغیر علم کے دین پر عمل کا نہ رہ نہیں کیا جاسکتا) اور کئی کئی روز خود کو اور لوگوں کو اپنے گھروں سے باہر رکھنا اور حقوق العباد کا کچھ لحاظ نہ رکھنا اور راہبانہ زندگی گزارنا اور سب کو یہی کہنا 'چلہ دو'۔ یہی ان کے ہاں دین کی کامیابی اور یہی ان کے ہاں جنت کی کنجی اور انبیاء کا عمل ہے۔ چونکہ مروجہ سہ روزوں چلوں کا نظام ہیبت کذا فی کا ثبوت اور طریقہ مروجہ بالا عصر نبوت اور قرونِ اولیٰ میں نہیں ملتا اس لئے بدعت ضلالت ہے اور باعث فتنہ و وبال ہے۔ (یہ اقتباسات مختلف مقامات سے اکٹھے کر کے درج کئے گئے ہیں۔) ایک جگہ یوں شکایت کرتے ہیں۔ شکایت ان غیر اہل علم کی ہے جو جاہل ہو کر چند چلوں کے بعد بزرگ علم خود پوسے مکمل علماء اور اولیاء اور مقبولین درگاہ بنے ہوئے ہیں، نہ معروف کا علم نہ منکر کا بلکہ علم کے اسجد ہی سے محروم تبلیغ کا ایک جاہلانہ رسم بنائے ہوئے پھرتے ہیں۔ (یہ طریقہ) عامیانہ تاریک رسم و نقل ہے۔ جو چلوں ولے ناخواندہ امراء نے اپنا لیا ہے۔

۴۱ "تبلیغی نصاب کے سوا باقی دین کی کتابوں سے الگ تھلگ رہنا اختیار کیا نہ کتب دین سے کام، نہ علمائے دین کی ضرورت۔ چلتے یہ پھلتے دے کر بزرگ علم خود اولیا اور مقبولین بارگاہ بن رہے ہیں۔ ان کا برتاؤ علماء کے ساتھ وہی ہے جو یہود کا تھا۔" یہ نو تھا قاضی صاحب کی کتاب کا ثبوت باب۔

اسی دور کے متعلق ہی حضور علیہ السلام نے کچھ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ قرب قیامت بد مذہبی کی زہریلی ہوا چلے گی جس سے وہی پنج سبکیں گے جو زمین میں سوراخ کر کے اس میں داخل ہو کر الگ تھلگ زندگی گزاریں یا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بد مذہب سے بچائے رکھے آمین۔

اُسکے چائے نبی کریم ﷺ روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی کچھ اور نشانیاں بھی سنتے جائیے۔



**دوسری حدیث :** حضرت انسؓ بن مالک اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے پس اس سلسلے میں ایک جماعت نکلے گی جس کی زبانیں بظاہر دلفریب خوشنما ہوں گی، لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دنیا کی طرف واپس لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے، حالانکہ دین اور قرآن سے ان کا کچھ بھی واسطہ نہ ہوگا جہاں سے جہاد کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا ان کی پہچان کیا ہوگی، فرمایا: سر منڈانا او کا قال (مشکوٰۃ شریف)

**نوٹ :** خدا را انصاف فرمائیے، کیا جب یہ لوگ جماعت کی شکل میں نکلتے ہیں تو لوگوں کو دلفریب اور خوشنما باتیں نہیں کرتے اور قرآن نہیں پڑھتے (گنہ گہرامت اخراجت الانس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ) اور لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف نہیں بلاتے اور یہ نہیں کہتے ”اُو ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم خدا کے گھر میں بیٹھ کر کچھ دین کی باتیں کر لیں“

خداوند قدوس فرماتے ہیں، حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ہوگا اور کیا ان میں سے اکثر کے سر نہیں منڈے ہوتے، اگر یہ سب باتیں صحیح اور درست ہیں تو غیبی ان نبی کی بقیہ باتیں بھی درست ہیں کہ کردار ان کا گمراہ کن اور خراب ہے اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا اور جو ان کے ساتھ جا کر ایک چلہ کاٹ آئے تو اسے واپس ہدایت کی طرف لوٹنا نصیب نہیں ہوتا اور یہ کہ طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہیں اور ان کا قرآن و دین سے کچھ بھی تعلق نہیں اور ان کی مخالفت کرنی مقرب الہی ہونے کی نشانی ہے۔ بانی رہا فرمان نبوی یہ کہ ”وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے اور تو میں حدیث میں فرمایا اول ان کے بھیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے۔ اس کی مثال ذیل کی خبر سے پڑھے جو روزنامہ حیات، مشرق اور نوائے دفت میں شائع ہوئی اور اسے ’مصطفیٰ‘ (ماہنامہ) نے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو :-







→ محمد اقبال شہید



اقبال شہید کی بیوہ اور یتیم بچے انصاف  
کے منتظر ہیں۔



یہ قبرستان  
میانی صاحب  
میں اقبال شہید  
کی قبر  
ہے۔



Click For More Books



# ابن محمد رحمہ کے قاتل ملانہ محب طریقی کے سامنے اقبال جرم کر لیا

مردم سے راز دہی اختلاف تھا انہوں نے میرے ساتھ تھیں یہ کہانی ہے اللہ کا حکم ہے وہی حکم

پشاور ۸ مارچ (ملازمہ جنگ) سرحد کے سابق گورنر ارباب  
 مسکن دھان ٹھیل کے قاتل محمد طاہر کو آج دہرہ خضوی ٹھیسٹی میں  
 کے مقامی اندازہ شدہ قتل علاقہ محب طریقی کے مراد میں پیش کیا گیا۔  
 اقبال جرم کرتے ہوئے اپنا بیان قلمبند کر لیا بعد میں ۲۱ کے خلاف  
 جرم فیصلہ دیا۔ منظر کرکٹ ہونے لے جو فیصلہ حرالت میں ہوا دیا گیا  
 جرم کو اقبال جرم کرتے ہوئے عدالت میں پیش کیا گیا تو سرحد قزاقوں کے  
 قتل کے سچے سمجھے کا قتل دیا گیا بعد میں اس نے اقبال جرم کر  
 لیا معلوم ہوا کہ پولیس کو غور سے نہ اپنے طریقی بیان میں یہ سہما  
 ہے کہ ارباب ملانہ محب جرم کے ساتھ اس کے گنہ گری اختیار ہے۔

روانہ نامہ جنگ راولپنڈی ۱۹ مارچ ۱۹۸۲ء

دارالعلوم کی زمین جو عید گاہ کے لئے وقف کی جا رہی تھی اس کے  
 ایک جیب میں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا تو اس دارالعلوم کو مقامی  
 کولنگ کی کوششوں کے بدلے میں اور مردم سے اس وہ ایک دفعہ کے  
 کو وہ تبلیغ جماعت کے ساتھ تبلیغ کرنے چلیں تو مردم نے انہیں  
 کر لیا اور یہ تھا کہ پچھلے دنوں آپ کو ٹھیک کر دیکھ رہی تھی کہ  
 تو جب وہ اس بنا پر اختلافات برپا ہوئے تھے پھر میں سارا پیکر  
 کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ارباب مردم مہمانہ نشانہ بازی کے میدان  
 کی طرف تفریح کرتے ہوئے عید گاہ کے قریب اور مردم کے زمینوں میں  
 ان کا منظر تھا اور جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں قتل کیا گیا اس جگہ  
 کا اٹھانے کے لئے یہاں قتل کا پتہ نہیں مل سکا کہ اگر گناہ  
 کی آواز کرنے کی ہو تو یہ سمجھو کہ نشانہ بازی کی بادی ہے آج  
 مردم طاہر کی انگلیوں کے نشانہ بازی محفوظ کر لئے گئے

نوٹ:۔ یہ ہیں ان کے اکرم مسلم کے نمونے۔

گیا رھویں حدیث ۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آخر زمانے میں نو عمر آدمی کو لوگوں کی جماعت نکلے گی۔  
 جو باتیں بظاہر اچھی کہیں گے۔ لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے  
 نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ لیکن تم انہیں جہاں پانا ان کے خلاف جہاد کرنا۔  
 اذکما قال (بخاری شریف حدیث ۱۸۲۱)

نوٹ ۱۔ غیب دان نبی نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ان کا کیسا حکم بیان فرمایا، غور سے  
 پڑھیے اور ان کی جماعتوں کو دیکھیے آپ یقیناً ان میں اکثر کو نو عمر پائیں گے اور ظاہر ہے کہ نو عمر  
 عموماً کم عقل ہوتے ہیں۔ کیونکہ چالیس سال کے بعد عقل کامل ہوتی ہے۔ ان کو طوطے کی طرح دین و  
 ایمان کی اچھی اچھی باتیں رٹائی جاتی ہیں۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ باتیں ان کے حلق سے  
 سے نیچے نہیں اترتیں۔ میں نے تو ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے واقعی ان کے کردار اور گفتار  
 میں بُد، المشرقین کا فرق ہے۔ ابھی کے دانت کھنکھانے کے اور دکھانے کے اور میں نے ان کو  
 ایسا ہی پایا جیسا حضور علیہ السلام نے فرمایا۔



**بارھویں حدیث :** محدث کبیر امام ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

اس حدیث کی توضیح فرمائی ہے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا عابد و زاہد نوجوان تھا ہم نے ایک دن حضور علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ اسے نہیں جان سکے۔ پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے۔ جب بھی آپ اسے نہیں پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور علیہ السلام کو خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھتا ہوں، اتنے میں وہ آپ کے قریب آیا اور سلام کیا حضور علیہ السلام نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا یہ بات صمیم نہیں، کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں، اس نے جواب دیا ہاں۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا حضور علیہ السلام نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب اس ارادے سے وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر واپس لوٹ آئے۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جبکہ حضور علیہ السلام نے نمازی کے قتل سے منع فرمایا ہے، پھر حضور علیہ السلام نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت وہ نوجوان مسجد کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے پھر حضور علیہ السلام نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا میں حضور علیہ السلام نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کرو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے جہل فتنہ پر آزدوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری امت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہیں ملتے (ابریہ شریف ص ۲۶ بحوالہ تبلیغی جماعت مصنفہ ارشد القادری)

نوٹ: ۱۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسے دیکھ کر یہ فرمایا کہ ”میں اس کے چہرے میں شیطان کی خارش کے دھبے دیکھتا ہوں۔“ یہ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کے پہچاننے کا علم عطا فرمادیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ فاعرفتمہم بسیما ہم (اے محبوب) تم ان (منافقین) کو ان کی صورت سے پہچانتے ہو نیز فرمایا و نعرفہم فی لحن القول اور ضرور



تم انہیں بات کے اسلوب سے پہچانتے ہو۔

یہی نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ ان کی چکنی چٹری باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ خدا اور رسول اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اور جب تو انہیں (منافقین کو) دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گا گویا وہ گڑیاں ہیں دیوار سے لٹکائی ہوئی (جن میں بے جان تصویر کی طرح نہ ایمان کی روح نہ انجام سوچنے کی عقل) ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر سے جانتے ہیں۔ (یعنی ہرزول پر انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہمارا راز فاش نہ ہو جائے) وہ دشمن ہیں (مسلمانوں کے اور جاسوس ہیں کافروں کے) تو ان سے بچتے رہو (ان کے ظاہر حال سے دوسرے نہ کھاؤ) اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں (سورۃ منافقون آیت ۴)

نوٹ: آپ نے ان کی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں انہیں بار بار پڑھیے اور اللہ عز و جل فی حیات پر عمل کیجئے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ان سے بچتے رہیے۔

**تیسرے صوبوں حدیث:** حضرت ابو نعیم نے علیہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”آخر زمانے میں کپڑے مکوڑوں کی طرح ہوں گے۔“ مانگے (بحوالہ تبلیغی جماعت مصلحہ ائمہ اربعہ)

نوٹ: حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیے کہ آخر زمانے میں کپڑے مکوڑوں کی طرح ہوں گے۔ پھر پھوٹ پڑیں گے۔ ان میں تبلیغی جماعت کا کلیب نقشہ کھینچا۔ اوپر نصیحت فرمائی گئی کہ ان سے بچتے رہو اور یہاں فرمایا کہ ان سے بچنا بھی ممکن ہے کہ جب اللہ سے پناہ مانگو گے اور ان سے دور رہو گے ورنہ یہ چھوڑنے کے نہیں۔ مجھے میرے ایک عزیز نے مشورہ دیا کہ اعمال کے فضائل پر کوئی کتاب لکھنی چاہیئے تو میں نے جواباً کہا کہ فضائل اعمال وغیرہ میں تو ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں جو بازار سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ موجودہ پرفتن دور میں بفرمان باری تعالیٰ: ”قُوا انفسکم و احلیکم ناراً“ کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ“ کے تحت بدعتیہ اور بد مذہب مبلغین سے اپنے آپ کو اور اپنے عزیز و اقارب کو بچانا ضروری ہے۔ آج کل خارجیت، منجیت اور وہابیت کی مسموم اور زہریلوں ہوا چلی ہوئی ہے اور ایمان کے ڈاکو گھر گھر نقب زن ہیں۔ اس لئے



**چٹو دھوپیں حدیث :** حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ لوگ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے، عجب ایسا زمانہ آجائے تو ان کے ساتھ مت بیٹھنا۔ اللہ ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریفہ)

نوٹ : یہ تو دھکی چھپی بات نہیں کہ ان کا بسیرا ہی مسجد میں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ مسجد میں وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو مسجد سے باہر کرنا ہوتا ہے یعنی سونا، کھانا پینا، کپڑے دھونا اور باتیں کرنا وغیرہ۔ جب ان سے ایسا کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے گھر کے مہمان ہیں، ہمیں کون روک سکتا ہے۔ تو تیسری نصیحت یہ فرمائی گئی کہ ان کے ساتھ مسجد میں بھی مت بیٹھنا اور اللہ ان کی باتوں سے (تبلیغ سے) اور ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے۔ مگر یہ اللہ کے دین کے ٹھیکیدار اور اللہ کے رشتہ دار بنے بیٹھے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک نشانی اور بھی بیان

فرمائی، ملاحظہ ہو۔ (بخاری شریف) پ

قُلِ الْخَوَاصُّ وَالْمَلَدِیْنَ - فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَاهَةً فَنُشِرَ وَخُلِقَ اللَّهُ وَقَالَ اَتَقْلِبُ اِلٰی اٰیَاتِ نَزَّلَتْ فِی الْكِتَابِ فَيَعْمَلُوْهَا عَلٰی الْمُوْثَبِیْنِ -

ترجمہ : اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اللہ کی شریر ترین مخلوق خیال کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

نوٹ : ابن عمرؓ کے اس فتوے پر تبصرہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کفر و شرک کی مشین چلا رکھی ہے اور اوپر دکرام کے مزارات کو بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دیوبند کے بعض گروہ اور غیر مقلدین کے اکثر و بیشتر علماء اور نیچری، چکٹر الوی، بھجروی، نبوی (دہانی) وغیرہ یکساں کے شرک میں۔ حالانکہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کے خطبہ میں صاف صاف فرمادیا کہ : مَا اَخَافُ بَعْدَیْ اَنْ تَشْرُکُوْا وَلَکُمْ اَخَافُ اَنْ تَسْنَ اَفْسُوْفِیْہَا - خدا کی قسم کہ میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی خوف نہیں کرتا بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم صرف دنیا ہی میں لگ جاؤ۔ (بخاری شریف۔ پ ۸۵ حدیث ۸۵)

[Click For More Books](#)



غیب دان نبی تو فرما رہے ہیں کہ میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا خوف نہیں کرتا۔ مگر امتی مسلمانوں کو مشرک اور کافر بناٹے چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے ان کی ایک نشانی اور بھی بیان فرمائی کہ یہ لوگ جس محبوب کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ ۱۔

پندرھویں حدیث: ایک روز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خلقت وافریش سے پہلے جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اس وقت میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پریش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھے پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر سنا نقول کہ پہنچی تو انہوں نے براہ ستہز اہبا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لگ ابھی پیدا ابھی نہیں ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر شریف پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں معن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ عبد اللہ بن حذافہ بھی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا مذاقہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوتے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۷ نازل فرمائی۔ "وَمَا كَانِ اللَّهُ يَذَرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ يَطْلُعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ دَرَسِهِ مَنْ يَشَاءُ" ترجمہ: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ مسلمانوں کو اسی حالت میں لے جئے رکھے۔ حتیٰ کہ وہ خبیث کو (منافق کو) طیب (مومن) سے جدا کر دے اور اللہ کی یہ شان بھی نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ جن لیتا ہے۔ اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔



اب آخر میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث پاک نقل کر کے اس  
پر سے رستے کی نشاندہی کرتا ہوں، جس کے لئے ہم سب نماز میں کئی دفعہ دعا کرتے ہیں۔ اصدق  
لعوالم المستقیم مواعظ الذین انعمت علیہم۔ (اے اللہ) ہمیں سیدھے راستے پر چلنے  
پر تیرے ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔

## حدیث شریف

علامہ ابن کثیر نے اس حدیث کو کئی طرق سے روایت کیا ہے اور سنن وغیرہ میں بھی موجود  
ہے۔ مزید برآں محدثین نصر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف (کتاب الاعتصام) میں اس حدیث کا  
ذکر کیا ہے۔ "یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بہتر ۲ فرقوں میں اور یہ میری امت  
۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سوائے ایک گروہ کے تمام جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا  
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ایک گروہ کونسا ہے (جو جنتی ہے) فرمایا "جو میرے صحابہ  
کے نقش قدم پر چلے گا"۔ قرابت ہوا کہ امت محمدیہ کے ۳ فرقوں میں سے صرف ایک ہی جنتی ہے۔  
اور فرمایا وہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا۔ مگر دعوت تو سب کا ہے  
کہ ہم اس کے مصداق ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی فیصلہ فرمادیا کہ آپ جن انعام یافتہ لوگوں کے  
نقش قدم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں، اولئک الذین انعم اللہ علیہم من التبیین والصبدیقین  
والشهداء والمصلحین وحسن اولئک ذیقہ ترجمہ: یہ انعام یافتہ نبی، صدیق  
شہید، اور مصلحین، کاملین (اولیاء اللہ) ہیں اور یہ بہت اچھے دوست ہیں۔ اور ان کاملین  
کی ایک نشانی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمائی۔

## حدیث قدسی

کہ جب کثرتِ عبادت سے میرا بندہ میری قربت چاہتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میں  
اس کو دوست رکھنے لگتا ہوں۔ پھر جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کی شنوائی  
بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہوتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور



اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں کہ وہ ہے اور جو مجھ سے مانگتا ہے عطا کرتا ہوں، مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)  
یعنی وہ صفات الہی کا مظہر بن جاتا ہے اور اس کے اعضاء سے کرامات کا اظہار لگتا ہے۔

اور اولیاء اللہ کی دوسری نشانی یہ فرمائی :

## حدیث قدسی

کہ بالتحقیق اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل کو بلا کر لے کر اور فرماتا ہے سبے ملک میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھ حضرت نے فرمایا۔ پھر جبریل بھی دوست رکھنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمانوں میں پکارتا ہے پس کہتا ہے کہ تحقیق اللہ فلاں آدمی کو دوست رکھتا ہے سو تم بھی اُسے دوست رکھو، پس اہل زمین اُس سے دوستی رکھنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے واسطے زمین میں عام مقبولیت رکھی جاتی ہے۔

(مسلم شریف)

تو آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ وہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو اہل زمین پر عام مقبول ہیں جن کی طرف بغیر اشتہار و بیغیر ریڈیو، ٹی وی پر پراپیگنڈہ کئے لوگ ہر دم ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ یہ ہیں سید الاولیاء علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی ولایت سے فیض پانے والے بارہ ائمہ اہل بیت، اولیاءِ چشت اہل بہشت، اولیاءِ سلسلہ قادریہ سہروردی اور نقشبندیہ جن کے مزارات پر حرم میں گھنٹے اللہ اللہ کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ جب اللہ یاد آئے تو اللہ اللہ کا ورد ہونا لازمی ہے۔ اور جس رستے کو ان مقدس ہستیوں نے اختیار کیا وہی سیدھا راستہ ہے اور اسی پر چلنے کی تاکید ہے۔ "وان هذا صراط مستقیم" فاتبعوا "ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم" لمن مبیلاً ذالکم وحکم بہ لعلکم تتقون۔ (الانعام)

Click For More Books



ترجمہ: ”اویہ کہہ رہے ہیں میرا یہ دعویٰ راستہ تو اس پر نپلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس  
کا راز سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔“  
جب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مقدس ہستیوں کو ڈھونڈنا چاہیں گے۔ تو  
آپ انعام یافتہ اور صراط مستقیم پر پائیں گے سرکار بغداد جناب محبوب سبحانی قطب ربانی، شایان  
المکانی حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی کو اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کو۔  
سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کو اور حضرت مجدد الف ثانی  
سرمندی کو اور ان کے متوسلین میں سے فرید الحق والدین حضرت خواجہ فرید الدین گنگو  
کو اور محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین ادیاء دہلوی کو اور حضرت خواجہ تونسوی، سیالوی  
میروی اور مہاروی کو اور خواجہ جلاپوری، علی پوری، شتر قپوری اور لاپپوری کو اور حضرت خواجہ  
مومڑی اور گڑھی کو اور سخی سلطان باہو کو رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہی وہ اللہ  
کے دوست ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدا اور رسول کے لئے وقف کر دیں اور کھوکھیا  
گراہوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ تے حزب اللہ یعنی اللہ کا  
لشکر فرمایا ہے نیز فرمایا: اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ خبردار، اللہ کا لشکر ہی  
فلاح پانے والا ہے۔ ۲۵ المجادلہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقبول ہستیوں کی محبت نصیب کرے اور ان کے نقش قدم  
پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلد بدعتا مذہب سے بچنے کے ہذا صراط دیکھ مستقیم ہی تیرے  
رب کا سیدھا راستہ ہے۔ واخود عوانا عن الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی غیر  
عنکم سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین بوجہتک یا ارحم الراحمین۔ آمین  
والسلام

احقر العباد فقیر حاجی نواب الدین مہنی اللہ عنہ گورکھ پوری

۶ ذی الحج ۱۴۰۱ھ -





نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قارئین کرام!

آپ کے ہاتھ میں روپ بہ روپ کا دو سرائیڈیشن بمعہ ترمیم و اضافہ کے موجود ہے پہلے ایڈیشن میں مختصر اتفاق کے چند چہرے آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور کچھ بقایا تھے۔ جن میں سے چند اور کی بھی نشاندہی موجودہ ایڈیشن میں کی گئی ہے۔ نیز استاذ العلماء حضرت مولانا محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ 'عجائبِ بردو سالہ' میں بھی دعایک کی نشاندہی کی ہے چنانچہ علامہ مذکور کے تعارف کے ساتھ ان کے رسالہ سے مطلوبہ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ آئیے! پہلے ان سے تعارف ہو جائے۔

## استاذ العلماء مولانا مولوی محمد غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع موجی کڑی علاقہ اکا کے پٹھان تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتہ میں مدرس تھے بقول استاذی المکرم شیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب زاد اللہ فیضہ بہتم جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال کہ جب حضور اعلیٰ اکبرؐ کڑی حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ جمع بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مولوی محمد غازی صاحب کی ملاقات بیت اللہ شریف میں ہو گئی۔ دوران گفتگو مسئلہ علم غیب پر بحث شروع ہو گئی۔ قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تو بعد از خدا سب سے زیادہ ہے۔ ہماری گفتگو تو فتح جنگ میں سائیں حاضر بھی سن رہے ہیں۔ جس پر مولوی صاحب نے اظہار تعجب فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ اور جب مولوی صاحب گھر پہنچے آئے تو سائیں حاضر سے بھی لے۔ آپ نے بیت اللہ شریف میں پیر صاحب سے ہونے والی گفتگو دہرا دی تو مولوی صاحب کی دل کی دنیا بدل گئی اور پھر تو کوثر شریف



کے ہی ہو رہے۔ اور باقی عمر اسی جگہ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی میں گزار دی۔ اور مدرسہ میں بن حضرت اچھی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

لح پال پریت نوں توڑ دے نہیں جس دی ہانہ پھڑٹے پھچھوڑ دے نہیں  
آپ نے رد و ہایت میں ایک رسالہ 'عجالات' دو سالہ لکھا۔ یہاں پر اسی رسالہ سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ پہلے آپ ان کی زبانی و بانی کا معنی سننے جائیے:-

## وہابی کا معنی کیا ہے

(از جناب مولانا مولوی محمد غازی صاحب اساتذہ حضرت قبلہ بابو جی محمد علی)

مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب دہلوی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرائی میں لکھتے ہیں۔  
مؤرخ مطہرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ کی تیسری جلد معربہ رفاہ یک ناظر مدرسۃ اللسن میں لکھتا ہے۔ کہ  
محمد بن عبد الوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص  
غریب الحال سلیمان نامی جو چیرا ہوا تھا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک فعلہ اُس کے بدن  
سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب  
اس نے مقبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی  
یہ تعبیر بتائی کہ اُس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پائے گا۔ آخر کار اس خواب  
کا سبب سلیمان کے پوتے محمد بن عبد الوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو ۱۱۱۰ھ میں متولد ہوا اور بعد  
از ہزار عربی شتہ ۱۱۰۰ھ میں فوت ہو گیا۔ یعنی اس نے چھپانوے سال کی عمر پائی۔ اور ابتداً اُس نے  
شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن  
یہ ہردو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبد الوہاب) ملحد ہوگا۔ اور بظاہر  
اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر میلہ کذاب اور اسود عینی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ  
کی کرتا جنہوں نے اُس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے  
کسی علم و فن میں دستگاہی نہ ہوئی۔ اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و تہج نے اُس کو جواب دینے  
کی قدرت نہ دی۔ جبکہ ۱۱۰۰ھ میں اُس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ مطہرون لکھتا ہے

Click For More Books



کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا۔ اور اپنے عقائد کا ہر کر  
اقل اُس نے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا۔ اور کہا۔ اس  
بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی نسل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا  
رکھتا ہے۔ پھر اُس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ اُن فروع و عادات  
جو اُس سے مستنبط ہیں اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے۔ لیکن اُن کی مدح اور تعظیم کرنا لازم  
کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدا کے کریم کسے لئے شایان ہے۔ لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم قبیل شرک  
اور چونکہ لوگوں کو ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ لہذا اُس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ  
ہیں اُن کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبیل کہے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور  
جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلاشبہ واجب ہے۔ یہی اس کا دھوکہ بنو  
پھر مؤرخ مطہرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبد الوہاب نے پہلے پورشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے  
ہم گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی۔ اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب  
کی طرف واپس آیا۔ اور مدینہ منورہ میں ۱۱۲ھ میں گیا۔ لیکن وہاں کے علماء نے اُس کی اُس وقت خوب خبر لی  
بالآخر ۱۱۵ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فہم و اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص  
مرید اور مطیع تھے اُس نے اپنی مخفی آرزو کے لاشعور سے کہ اس کی حکومت عالمانہ بصورت ریاست کسی  
طرح سے بڑھے اور اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبد الوہاب بن سیمان کا جادو چل  
جائے گا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا دلی ارادہ پورا ہونیکے گا اس نے محمد بن عبد الوہاب کا مذہب  
قبول کر لیا اور اس کے سارے مرید آج بھی اس کے ساتھ ہوئے۔ اور اس نے مذہب وہابیہ کی اس قدر تقویت  
دی کہ اطراف و اکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک ریاست  
کی صورت نمایاں ہو گئی۔ اور محمد بن عبد الوہاب ان کا امام مقرر پایا۔ اور ابن مسعود اس کے لشکر سپہ سالار  
مقرر ہوا۔ اور مدینہ و درعیہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی  
فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک کی توسیع میں مامور ہوا۔ مگر جلد ہی وفات کی اور وہ اپنے  
ارادوں میں کامیاب نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبد العزیز اس کا جانشین ہوا جو شجاعت اور  
ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا اور محمد بن عبد الوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین



دہا بیہ بزورِ شمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا پاتا تو اول کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لئے بھیجتا تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو من دے دیتا ورنہ اس کی سیخ و بنیاد اکھڑ کر کے تمام اموال و موبلی غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقد و میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ دہا بیہ کی طاقت بحرِ احمر اور فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی۔ حتیٰ کہ عبدالعزیز ابن مسعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۳۸ھ مسعود بن عبدالعزیز ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ لجنۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خود نریزی کی۔ جس کی شان بقول قرآن ہے کہ من دخلہ فکان امنا لیکن اس نے امن کو غیبا امن بنادیا۔ اور حدودِ حرم جس میں جنگلی بھیڑ یا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بمعبر و داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس دہا بی بھیڑیے کے بیچہ سے حرم جل گیا۔ اور چاروں مصلے جلادئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اُس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطورِ محبت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس کے دیکھنے سے مشتہ نمونہ خردار باعث ہو۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ترجمہ عربی: ”یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا دلی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا دلی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے۔ تو وہ اور اہلِ دونوں مشرک میں برابر ہیں پہلے بت لات اور سواغ اور غزی تھے۔ لیکن پچھلے بت (نعوذ باللہ نقل کفر کفرناشد محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا۔ یا محمد کہتا ہے اور اگر یہ اس کو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد



کر تا ہے۔ تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بسم ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر مشاہد اور مساجد آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتوں کی طرف سفر کر کے جانا شریک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کر کے اُس نے سترہ میں مینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجر مبارک کو توڑ کر خزاہن بے شمارے کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساتھ اونٹوں پر لاد کر لے آیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبد العزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو نو سو تیسے آبدار کلاں اور کئی دانے زرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اس غارت پر اکتفا نہ کیا بلکہ (مکہ میں) قبۃ مہدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو بکر صدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے سبھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی احصاء (بیت) ہیں اور (مدینہ منورہ میں) روضہ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے دہائی سرنگوں گر کر مرے اور اسی آنا میں ایک آگ کا ایسا شعلہ نکلا۔ جس نے بتوں کو جلایا اور اسی طرح ایک آدھا حضرت موسیٰ کے آزد ہا کی طرح نکلا۔ جس نے قوم فرعون کی طرح افواج دہا بیہ کا تعاقب کیا۔ (اس ظالم نے جنت البقیع میں تمام صحابہ کبار و آلہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات بھی گرا کر زمین بوس کر دیئے) اور اتنے میں بمسک سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طوطاوی محشی درمنار بھی مصر میں آئے تھے۔ بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر دہا بیہ کی بیخ کنی کے لئے آ پہنچا۔ اس وقت عثمان مضافی سپہ سالار دہا بیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر دیئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ نکائی اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور متحید دہا بیوں کے کان کتر وا دیئے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۶۵ھ میں دہا بیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور ۱۲۶۸ھ میں عثمان مضافی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۶۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا بیٹا عبداللہ بن مسعود اس کا جانشین ہوا اور مصر کا وہ بھی خوب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند براہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعد ۱۲۷۲ھ میں مدینہ دہا بیہ پائے قنعت دہا بیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور ۱۲۷۳ھ میں قسطنطنیہ میں قتل ہوا۔



پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا (اس دفعہ) خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزاؤں بطور تعزیر دی گئیں۔ یعنی مقید کئے گئے۔ اور کان کنڈ ڈیٹے گئے۔ اور امن و امان قائم ہوا۔ اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مسئلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔

دہلی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طویل مبعود ہونے کا سبب یہی ہے کہ ابتدا میں غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے۔ اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔ (حرمین شریف پر پھر ان کا قبضہ ہو گیا)۔ مگر خدائے تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہ اس فرقہ کا دامیہ ہند و پنجاب میں منتقل ہو گیا گویا خدا کے غضب نے اس ملک میں ظہور کیا (دہلی میں مولوی اسماعیل قتیل) اور پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی جس اسی مذہب کی بدولت غزنی سے رسوائی کے ساتھ نکالا گیا۔ اور اڈا بصورت درویشیاں حضرت کوٹھ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا۔ مگر آخر کار وہاں سے بھی اس کو نکلتا پڑا۔ اور حضرت اخوند صاحب کے فتوؤں اور مریدوں سے ڈر کر امر تسریں جاگزین ہوا اور وہابیت کا بیج بویا۔ پس پنجاب میں اس وقت جس قدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے قبیع اور مقلد ہیں۔ اور ہم کو ان کے فروئی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اس قدر مشہور ہیں کہ غور میں اور کچھ بھی اس سے واقف ہیں۔ اور خدا ہم کو اور ہمارے دوستوں کو ان کے شر سے بچائے اور صلح و خیر کے حقی راستے پر قائم رکھے آمین یا رب العالمین۔

اب آپ کی خدمت میں مولانا محمد غازی صاحب رحمۃ اللہ کے رسالہ ”عجالات پر دو سالہ“ کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

## اس کا ایک بہرہ امام ابن تیمیہ

ص ۲۰۱۔ یاد رہے کہ اس (وہابی) عقیدہ کا بانی امام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ و متوفی ۷۲۸ھ تھا۔ جس نے مدینہ طیبہ کی طرف جانا بقصد زیارت قبر انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جزو منین) نے لکھے کتاب و سنت و جماع و قیاس اعلیٰ ذریعہ نہایت ہے (حرام کہا اور اللہ تعالیٰ کو محل حوادث اور باری تعالیٰ کی صفت ذاتی کو حادث وغیرہ بدعات سیئہ پر جرات کرنے کے باعث اللہ از بعد سے علیحدہ ہونے کے علاوہ امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کفر ان ذلت منہ و فقر کے کاموں اور ائمہ و صفات فی الازل



اس پر ملا علی قاری صفات کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ (اعنی الجلیوة والقعدة والعلم والکلام الخ)

## اس کا دوسرا بہروپ محمد بن عبد الوہاب نجدی

بعد ازاں خلیفہ اس کا محمد بن عبد الوہاب متولد ۱۱۱۱ھ متوفی ۱۲۰۴ھ چھپا لوے سال کی عمر کا بعد از ہزار خرابی صحت فوت ہو گیا۔ ہزار ہا مسلمانوں کو اس وجہ سے کہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جانے والے اور معاذ اللہ (یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنے والے کو آپ کو تبتہ غیر متصرف ہی سمجھیں مشرک ہیں۔ اور پہلے زمانہ کے بت لات وغری تھے اور پچھلے زمانہ کے بت (معاذ اللہ) محمد و علی و عبد القادر ہیں) ناحق قتل کر ڈالا۔ چنانچہ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ پھر موجودہ زمانہ ۱۳۲۶ھ میں اس ناپاک عقیدہ نے ایسی ترقی کی کہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ کو ابن تیمیہ کے ملنگ فدائی عبد الاحد خانپوری نے اپنی کتب میں "باقامۃ البرہان علی بطلان التبسیان" کے صفحہ ۱۳ جلد اول پر حادث لکھ مارا۔ گویا شیخ سے ایک قدم آگے بڑھا۔ کیوں نہ ہو ترقی اسی کا نام ہے۔

۱۴۔ اما السابقون فاللہ واللعزى واما لاحقون فبمحمد وعلی و عبد القادر الخ وائے بہر حال ان کس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقبولان حق کو معاذ اللہ صنم اکبر یعنی بڑا بت برے وغیرہ وغیرہ)

۱۵۔ بشر وعتہ زیارت شریف کے انکار کی وجہ سے علماء کرام نے اس پر بہت تشفیع کی ہے۔ کیونکہ اس نے (ابن تیمیہ نے) ایک اعلیٰ ذریعہ نجات کا دروازہ بند کرنا چاہا۔

۱۶۔ اس اجماع سے علیحدہ صرف ابن تیمیہ ہی ہوا ہے۔۔۔ سب علماء کا سولے اس کے چند متبعین کے اتفاق ہے کہ ابن تیمیہ نے قول بجمعت زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ والسفر الیہ میں سخت غلطی کی ہے۔ ایسا ہی باری تعالیٰ کو محل حادث بظہر لے میں اور مثل اس کی عدم وقوع ثبات میں بلفظ ثلاثاً کے وغیرہ وغیرہ)

۱۷۔ حدیث لا تشد الرحال الا فی اثنتی عشر مساجد کو ابن تیمیہ نے حرمت زیارت کے لئے پیش کیا ہے۔ دراصل یہ ایک ابلیسی دھوکا تھا۔ جو اس کو کم فہمی کے باعث شیطان کے ہاتھ سے لگ گیا۔ کیونکہ ان تین مساجد، مسجد طرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس کی طرف سفر اور تشدد رحال (کجاوے کئے) خیر و برکت کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی تمام مساجد مرتبہ میں برابر ہیں۔ اور غور کرنے کے بعد اسی حدیث لا تشد الرحال ہے ثابت ہوتا ہے کہ ممکنہ تبرک اور عبادت کا یہاں مقبول ہے۔ اور اگر تشدد رحال سفر، زیارت و حصول کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔



۱۳۔ اور احادیث ذیل سے بخوبی ثابت ہو جائے گا کہ نجات کس لئے یہ ذریعہ کبریٰ جاری ہے۔ ترجمہ  
۱۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ ۲۔ جس نے میری زیارت میرے  
مرنے کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ۳۔ جس کا کوئی مطلب میری زیارت  
کے بغیر نہیں اور اس نے صرف میری زیارت کا قصد کیا تو اس کی شفاعت میرے پر ثابت ہو گئی۔ ۴۔  
اور جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہیں کی اس نے گویا مجھ پر ظلم کیا۔

۱۴۔ اور میری حدیث لا تجعلوا قبری عیدا یعنی میری قبر کو عید نہ بناؤ کا مطلب بھی ناظرین سے  
بعد کی ناطہ ثبوت مشرعیّت زیارت قبر شریف بقرآن و حدیث و اجماع و قیاس مخفی نہیں رہ سکتا۔  
یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح بغیر قصد حصول مغفرت و سلام و صلوة صرف لباس فاخرہ پہن کر میری  
قبر کے پاس لہو و لعب میں مشغول نہ ہو جیو۔

تیسری حدیث اللہم لا تجعل قبری ذنبا بعد الذنم اس کا مطلب بھی صاف ہے کہ میری قبر  
کی پرستش بتوں کی طرح نہ کیوئے نہ یہ کہ میری قبر کی طرف ہرگز نہ آنا۔ اگر آگئے تو مشرک، بت پرست ہو  
جاؤ گے۔

ناظرین ارباب بصیرت آیات واردہ در حق مشرکین کا مطلب بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ ان  
سے مقصود بھی شرک اور بت پرستی سے روکنا ہے نہ یہ کہ تو سل اور مذا سے۔

۱۵۔ ہر مذہب کے علماء ہزار تصریحات بتا دیں، مگر ابن تیمیہ و ابن قیم کو سامعہما اللہ تعالیٰ اس  
قسم کے مسائل ادب و تعظیم و توسل میں معلم ملکوت نے کچی تعلیم نہیں دی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت حیات و ممات میں کیساں ہے اور اسی وجہ سے آپ کی طرف  
پیٹھ کرنا ناجائز و خلاف ادب سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے یعنی بلحاظ ادب و حیات معنوی ذرت قبر نبوی  
علیہ السلام بونا مکروں سمجھتے ہیں بجائے اس کے ذرت النبی علیہ السلام کہنا چاہیئے یعنی کجاۓ قبر  
کی زیارت کے نبی علیہ السلام کی زیارت کہنا چاہیئے۔

اور ابن تیمیہ اس قول امام مالک رحمۃ اللہ کا (پہلا حصہ بیان کرے) اپنے مدعا کے مطابق مطلب  
ٹھہراتے ہیں کہ زیارت قبر شریف کی مکروہ ہے۔

۱۶۔ ہمارے قیاس میں ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور عبد الہادی اسرمد  
میں اور ایسا ہی بعض اور مسائل میں اجماع کے خلاف کرنا جس کی وجہ سے وہ منہلی ہونے سے  
خارج ہو گئے ہیں۔ اُسی بنا پر ہے کہ ادھر گزری۔ یعنی اپنی دانست میں یہ لوگ تو حیدر کی رعبت



کر رہے ہیں۔ سورۃ ان کے متبحر عالم اور خادم اسلام ہونے میں کسی کو کام نہیں۔ انسان سے خطا بھی ہو جاتی ہے۔ مگر ان چند مسائل میں ان کو در ان کے تبعین کو ایسی تعلیم مذکورہ بالا دی ہے کہ ہرگز تائب نہ ہوں گے۔ معلم بھی کم درجے کا نہیں۔ مدت تک معلم ملکوت رہا ہے۔ ابن تیمیہ نے نہ کوئی صوفی چھوڑا اور نہ کوئی فقیہ اور نہ کوئی عالمان علم کلام میں سے اشعری، یاتریدی اور نہ کوئی عالم صلا :- کیا اچھا ہوتا اگر ابن تیمیہ بھی سلف صالحین کی طرح توحید اور زیارت و توسل و سفر الزیارة بروجہ مشروع سب کا لحاظ رکھتا۔ جیسا کہ ہم کو توحید کے ساتھ ایمان ضروری ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے مژدہ احکام کی تعلیم بھی فرض ہے۔ ایک بندہ مقبول کی توہین جس کی تعظیم کے لئے صریح ارشاد آچکا ہے۔ موجب حرام طوقی لغت ہے۔ سارے عالم کے پیش نظر کامل نظیر اس کی واقعہ ابلیس ہے۔ ہر چند اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں ہدایت فرمائی۔ مگر ازلٰی شقاوت غالب ہی رہی۔ جتنے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبیا و علیہ السلام بھی اپنے زمانہ میں فرما رہے ہیں کہ اگر اب بھی تو آدم علیہ السلام کی قبر کی طرف سجدہ کرے تو میں تمہارے لئے بارگاہ الہی میں مغفرت طلبی کرتا ہوں مگر اپنی وضع کو نہ بدلا۔ شیطان کی عبادت و علم میں کسی کو کام نہیں، مگر حسد و عناد ہمیشہ محرومیت و ملعونیت کا منہ دکھاتے رہے۔

نوٹ :- انکار سجدہ تعظیمی ہی معلم ملکوت (ابلیس لعین) کے لئے خرد و جنت کا باعث بنا۔ دراصل یہ انکار سجدہ خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی تھی۔ اور اس واقعہ کو قرآن مجید کے شروع میں ہی بیان فرما کر ثابت کر دیا کہ جنت تو ادب والوں کی جگہ ہے اور جس طرح بے ادب کو جنت سے نکال باہر پھینکا گیا ہے۔ اسی طرح بے ادب جنت میں داخل بھی نہیں ہو سکتا چاہے کتنا بڑا مؤحد، عالم اور عابد ہی کیوں نہ ہو۔ عبادت کا یہ عالم کہ دس لاکھ سال اللہ تعالیٰ کو سجدے کئے اور اسی ہزار سال بیت المعمور کا طواف کیا۔ اور علم کا عالم یہ کہ معلم ملکوت یعنی فرشتوں کا استاد ٹھہرا اور مؤحد آنا بڑا کہ لغت کا طوق گئے ہیں ڈال لیا اور جنت سے باہر پھینکا گیا۔ مگر بزم خود بغیر اللہ کو سجدہ کرنا گوارا نہ کیا تاکہ توحید میں فرق نہ آجائے۔ وہ خلیفۃ اللہ کو غیر اللہ سمجھتا رہا۔ جیسے آج کل کے مؤحد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو غیر اللہ میں شامل کر کے اپنے بڑے کی سنت ادا کر رہے ہیں۔

ثابت ہوا کہ ان کی عبادت و توحید اوستے

Click For More Books



رُوبی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اگر خیفہ اللہ کی تعظیم بھی کر لیتا تو کام بن جاتا۔ مگر ولے نے تکبر اور حسد تیری آگ تو جہنم پر بھی غالب آگئی۔ اس نے کافر ہونا اور جہنم میں جانا قبول کر لیا۔ مگر بوجہ حسد و تکبر آدم کو سجدہ نہ کیا۔ اپنی واسطہ پر کان من الکافرن اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور تعظیم و تکریم اور توقیر اللہ کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نیز فرمایا و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرة و اصیلا کہ میرے محبوب کی تعظیم و توقیر کیجئے اور پھر صبح و شام میری تسبیح بیان کیجئے۔ یعنی پہلے تعظیم مصطفیٰ بعد میں عبادت کبریا۔

تو شیطان مردود نے عرض کیا بار الہا میری اتنی بڑی ریاضت و عبادت کا کچھ صلہ عنایت ہو جائے۔ حکم ہوا۔ فاخرج منها انک رحیم۔ تو جنت سے نکل جا تحقیق تو مردود ہے۔ پھر عرض کیا کہ اس توحید پرستی کا کوئی سرٹیفیکیٹ یا تمغہ عنایت فرمایا جائے تو ارشاد ہوا۔ انک لغتی الی یوم الدین کہ تا قیامت تجھ پر میری نعمت پرستی رہے گی اور جہنم تجھ سے اور تیرے متبعین مؤذنین سے بھردی جائے گی۔

فاعتبروا یا اولی الالباب

از خدا خواہم تو فتنی ادب ہے ادب محروم ماند از لطف رب

ابا مولوی محمد غازی رحمۃ اللہ صاحب اپنے رسالہ ”عجاہ بردو سالہ“ میں نصیحت فرماتے ہیں: اصل مطلب تا لیف اس کتاب سے یہ ہے کہ کم علم لوگ ابن تیمیہ کی طویل تحریرات کو دیکھ کر اپنا مذہب حق نہ چھوڑ دیں۔ علماء کرام نے بڑی تاکید دی ہدایتیں فرمائی ہیں کہ ابن تیمیہ کی تالیفات کو کوئی شخص بغیر جید عالم کے ملاحظہ نہ کرے۔ یعنی وہ عالم کہ اس کے عقائد فاسدہ و مضامین کا سدہ کی تردید پر قابو نہ ہو۔ ورنہ کم فہم اور بورے لوگ بالکل بد عقیدہ ہو جائیں گے۔ ۱۵۱: ابن تیمیہ کی تصانیف گو خزانہ کی طرح جواہر نفیسہ سے بھرے ہیں مگر اس کے خانہ زاد عقائد خلاف اجماع کے سانپ ہلاک کرنے والے بھی اُس پر بیٹھے ہیں۔ لہذا ہر کسی کو اس کے تالیفات کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ سوا اس شخص کے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور خدا داد علم کی قوت سے خدہ ماصفا و دوع ماکدا کے طور پر تازہ رکھے اور اُس کے عقائد بالملہ کی تردید پر قادر ہو۔



سکا و قسطانی و خفاجی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے خاص اُسی عالم کے لئے دی ہے جو اس کے مسائل شاذہ مخالفہ اجماع و عقائد مقیدہ سیئہ کی تردید پر قادر ہو دوسرے کے لئے نہیں۔  
۹۰۔ ابن تیمیہ توسل و شفاعت و دعا بعد وفات کا بھی منکر ہے۔

۹۱۔ ابن تیمیہ خود عرش مجید کے قدیم ہونے کا قائل ہے۔ ابن تیمیہ کی کتاب العرش ملاحظہ ہو۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب العرش کو ابن تیمیہ کی سب تصانیف سے تبلیح تر لکھتے ہیں۔ کما قال و کتاب العرش من اربع کتبہ۔ فیخ ابو حیان پہلے ابن تیمیہ کے معتقد تھے۔ مگر اس کتاب کو پڑھنے کے بعد لعنتیں بھیجتے تھے۔

۹۲۔ میں مباحثہ مشقیہ میں اس کے لاجواب ہو جانے پر ممانادی کرادی تھی کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقائد پر ہو اس کا مال اور خون مباح ہے۔ پھر اس کو قید کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں تائب ہونے پر رہا کیا گیا۔ پھر وہی خیالات ظاہر کرنے لگا۔ لہذا دوبارہ سخت قید دی گئی۔ یہ واقعات تاریخ ذہبی وغیرہ میں موجود ہیں۔ (اس کی تمام تالیفات بحق سرکار ضبط کر لی گئیں۔ اور اس کی موت بھی قید خانہ ہی میں واقع ہوئی اور وہیں سے اس کا جنازہ اٹھایا گیا۔

## اس نفاق کا پہلا بہروپ

یہ سب بہروپ اسی نام نہاد توحیدی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر شہید کر دیا۔ پھر حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس ناپاک مذہب کی باقاعدہ تشکیل دی گئی۔ ان خارجیوں نے مشہور مقام حروراء کو دارالتوحید قرار دے کر اور اپنا خصوصی نام اہل توحید تشخص کر کے حضور مولا علی پر ان الکلم اللہ کے تحت مشرک ہونے کا فتویٰ دے دیا اور خارجی مولویوں کے فتوے شرک و بدعت سے ہی ابن ملجم خارجی نے آپ کو شہید کر دیا حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں نے توحید کا ایک خود ساختہ معیار قائم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقدس زمانے سے لے کر آج تک تمام صحابہ کبار، تابعین، محدثین، مفسرین، عارفین، صوفیائے کرام و علماء اہل سنت و جماعت اور تمام سنی مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے کا جو ناپاک دھندہ بنایا ہوا ہے۔ یہ ایک یہودیانہ سازش تھی۔ جس نے ہر زمانے میں مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے کھاٹے امارا ہے۔ (جو بلند مذہب لہ غلام مہر علی)

Click For More Books



اس کے بعد اسی خارجی گروہ کی سازش سے خاندان نبوت کے چشم و چراغ سبط رسول، جگر گوشہ  
تول حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لال جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر  
شہید کر دیا گیا۔ اور ان کا کلیو جب اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوا تو امام عاقلیتام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ  
کو مجہ خاندان نبوت کے بہتر افراد کے کربلا کے ق و دق میدان میں بھوکے پیاسے بڑی بے دردی سے  
ذبح کر دیا گیا۔ کیوں نہ کرتے جبکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خارجی میرے ساتھ  
اور میری اولاد اور حضرت علی کے ساتھ بغض و عداوت رکھیں گے اور فرمایا خارجی جہنم کے کتے ہیں۔  
اس کے بعد اسی خارجیت نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کے عقائد اپنا کر عرب میں وہابیت کا  
روپ دھارا اور اس باطل توحید کے نشر میں مرشار ہو کر تعظیم مقبولان کو شرک قرار دے کر صحابہ کبار  
کے مزارات کو منہدم کر دیا، اور محبوب خدا کے گنبدِ خضریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے  
اپنی قدرت سے بچالیا اور کہا کہ ”مشرکین اولین لات و عزریٰ کی پرستش کرتے تھے اور مشرکین آخری  
محمد اور علی کی۔ کیونکہ شیخ نجدی اور اس کے قبیعین کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و  
تکریم و توقیر و تہلیل و تہال و استغاثہ و مخاطبہ و ندا سے بغض ہے۔ (ملفوظات مہر بہ ص ۱۳۶)

## اس کا ایک اور مہروپ

بڑا ہوا اس خارجیت و نجدیت کا جب بھی یہ کوئی نیا روپ دھارتی ہے بدتر شکل میں آتی ہے  
سر سید احمد خان نجیری کی بیٹی توحید کا لبادہ اوڑھ کر منکر حدیث غلام احمد پر دہنہ اور اس کی ذریت  
کی شکل میں آج کل سمن آباد میں جلوہ گر ہے اور قرآن پاک کی تفسیر مانندہ بلاغ القرآن کے ذریعہ  
نام نہاد تفسیر القرآن بالقرآن کے یعنی تفسیر بالرائے کر کے کم علم اردو خوان اور سادہ لوح مسلمانوں  
کو گمراہ کر رہی ہے۔ اس کے چند ایک نمونہ جات ملاحظہ ہوں:-

بلاغ القرآن کے ایڈیٹر ایم محمد علی نے تفسیر بالرائے کر کے جمہور مفسرین کا مذاق اڑایا ہے۔  
بلاغ القرآن ماہ جنوری ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۴ پر قطعاً ایڈیٹور (زمان مصر نے بن یوسف دیکھ کر) اپنے  
ہاتھ کاٹ لئے کی بجائے یوں ترجمہ کیا ہے۔ ”اور (انہیں برائی پر امان کرنے کی طاقت قطع کر لی او  
مابوس ہو گئیں)“ اور ذاتِ کل واحد منہن سکناً (اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دے  
دی کی بجائے یوں ترجمہ کیا ہے۔ ”ان کے لئے تکیہ بردار مسندیں تیار کیں اور انہیں ہر ایک  
کو (آرام دہ) مسکن دیا گیا۔“ مسکن سکناً سے مراد چھریاں نہیں چھریں ہیں۔



ساتھ ہاتھ کاٹ لینے کا تصور افسانوی مبالغہ آرائی ہے جس کا قصہ یوسفؑ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح ص ۱۶ پر سورج چاند اور گیارہ ستاروں کے سجدہ کرنے کی جو تفسیر جہور مفسرین نے کی ہے کہ ”آپ کے والدین اور گیارہ بھائیوں نے آپ کے سامنے سجدہ کیا تو باپ سے کہا اے ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ وقت والدہ سجدہ اے وقالہ یأبئ هذا تأویل رؤیائی من قبلہ۔ مگر اس کا مطلب یہ نکال دیا ہے کہ ”چنانچہ آپ کو بچپن ہی میں خواب آگئی تھی کہ ملک مصر کا بادشاہ (سورج) مصر کا وزیر اعظم (چاند) اور مصر کی کاہنہ کے سردار (گیارہ ستارے) آپ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یعنی سب کے سب آپ کے تابع فرمان ہو گئے ہیں۔ یہاں سجدے کا بھی انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اس نے واقعہ انکسار کا بھی انکار کیا ہے۔ نیز چود کی سزا فاقطعوا یدہما کے تحت ہاتھ کاٹنے کا انکار کیا ہے اور قطع بمعنی روک دینا لکھا ہے۔ یعنی انہیں بند کر دو اور جہور مفسرین کی تفاسیر کو روایتی تفسیر لکھا ہے۔ دیگر حضرت ایوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو جانے اور قیس یوسف کے چہرے پر رکھنے سے آنکھیں لوٹ آنے کا بھی انکار کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس منکر حدیث نے الہام، کشف، مراقبہ، مبشرات یا خواب وغیرہ کو نہ آتے پر فتری باندھنا لکھا ہے۔ اور نبی اللہ کو غیر اللہ لکھ دیا۔ ملاحظہ ہو۔ بلاغ القرآن، اپریل، مئی ۱۹۸۲ء ص ۲ (یعنی) تصریف آیات اللہ تعالیٰ نے خود کر دی ہے اور محمد کتاب قرآن کریم کے نذر کر دی اور اس کی شرع بھی خود اس نے آپ کر دی ہے اور اس نے غیر اللہ سے شرع طلب کرنے کو شرک قرار دیا ہے۔

نیز لکھا ہے (اللہ وہ عظیم الشان ذات ہے) جس نے تمہاری طرف اپنی ایک کھوٹی کتاب نازل فرمائی جو خود مفصل ہے (کسی غیر اللہ کی تفصیل کی محتاج نہیں) غیر اللہ کی کتابیں غیر مفصل ہوتی ہیں۔ اللہ کی کتاب غیر مفصل نہیں ہوتی۔“

یہ تو فتح اس منکر حدیث (نام نہاد اہل قرآن) کے خود ساختہ اصول تفسیر اور تفسیر بالرائے کے چند نمونے جو جہور مفسرین کے سراسر خلاف ہیں۔

نیز برائیں بلاغ القرآن ۱۴ فروری ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۱ پر لکھا ہے ”پس قرآن فہمی کا ایک قرآنی اصول یہ ہے کہ ضروریات دین کے لئے قرآن کریم خود کافی ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم اجمال ہے اور حدیث تفصیل قرآن مجید اختصار ہے اور حدیث پاک تفسیر۔ کیونکہ قرآن حکیم نے فرائض کے لئے صریح احکام دیئے ہیں۔ کہ نماز اتم لرد روزہ رکھو، زکوٰۃ ادرج ادا کرو مگر طریقہ ادائیگی نہیں بتایا۔ بلکہ طریقہ ادائیگی فرائض خود صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ سے ہی ہے۔ حدیث و سنت کہتے ہیں

Click For More Books



اس لئے فرمایا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنی قرآن و حدیث پر عمل کرو اور آپ ہیں کہ حدیث و سنت کا انکار کر کے و اطیعوا الرسول کی مخالفت کر رہے ہیں اور اہل قرآن کہلو کر صرف اطیعوا اللہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ اگر صرف قرآن ہی کافی ہوتا تو صرف اطیعوا اللہ فرمانا کافی تھا۔ مگر اطیعوا الرسول فرمانا کہ سنت پر عمل کرنا فرض قرار پایا گیا۔

اسی طرح صلاۃ پہرہ صلوٰۃ (نماز) کا معنی فرمانبرداری لکھا ہے اور مسافر اہل کباشرہ کی شفاعت کا بھی انکار کیا گیا ہے۔ ہاں البتہ منکرین حدیث کی طرح اللہ تعالیٰ کی آیات و کلمات کے جھٹلانے والوں کے لئے کسی نبی، ولی کی سفارش کام نہ آئے گی۔

عرصہ ہواجب غلام جیلانی برقی صاحب بھی پر دین کے جنگل میں آگئے تھے اور دو اسلام، دو قرآن جیسی کتابیں لکھ کر جو پہل سنت کا مذاق اڑایا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت فرمائی اور تائب ہو کر دوبارہ مسک اہل سنت میں منسلک ہو گئے۔ آپ کافی عمر رسیدہ ہیں اور ایک شہر میں رہتے ہیں اور ان منکرین حدیث کی خوب خبر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

ان منکرین حدیث (نیچری) اور زنا م نہاد اہل قرآن نے تو سارے دین اسلام اور قرآن پاک کے مفہوم کو بدل کر رکھ دیا ہے قرآنی معجزات اور کشف و کرامات کا ہر سچا انکار، روز جزا اور جنت و دوزخ کی من گھڑت تاویلات، عرش و کرسی اور ملائکہ وغیرہ کی عجیب و غریب تفسیرات۔ حتیٰ کہ آیات ناسخ و منسوخ کا انکار، محکمت و منشا بہت سب کا عجیب و غریب استدلال اور عزائم ذیلی توحید کے نشتر میں وہ آیات جو بتوں اور بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئیں وہ انبیاء و اولیاء و مومنین مسلمانوں پر چسپاں کئے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن اور غلام اللہ نے طبعۃ الحیران لکھ کر تفسیر بالرائے کی ہے۔ اور اول الذکر نے توفیق و ملکیت کتاب لکھ کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کو ملکیت قرار دیا ہے اور ثور خراہ کرنے کے حامی القرآن وغیرہ لکھ کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو بتوں سے ملا دیا ہے۔ اور موجودہ زمانے کے عوام نے حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ و جبرئیل علیہ السلام کا ہی انکار کر دیا ہے۔ البتہ اللہ و احوال و لا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام بد مذہب گروہ جماعتوں کو ہدایت بخشنے اور ہم اہل سنت و جماعت کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجا نبی المرسلین۔



# منکرین حدیث کے پیشوا <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> حیکم الاولیٰ کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی

سیرۃ النبی مصنفہ شبلی نعمانی جلد سوم ۲۵، ناشران محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۲۵، :-  
ابوداؤد میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی سند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو  
اور اس کے پاس میرے کاموں میں سے کوئی کام جس کے کرنے کا میں نے حکم دیا ہو یا جس سے منع کیا ہو وہ  
اس سے بیان کیا جائے تو کہے ہم نہیں جانتے“ (یعنی ہم حدیث پر عمل نہیں کرتے) بلکہ ہم نے قرآن میں جو پایا اس  
کو ملتزم ہیں یہ سہتی میں اس سے لیا وہ صاف الفاظ ہیں۔ (سند میں <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> حیکم الاولیٰ جو تکیہ لگائے بیٹھا اور جب  
اس سے حدیث پر عمل کرنے کو کہا جاتا تو غرور سے کہتا کہ ہم صرف اسی کو مانتے ہیں جو قرآن میں پایا)  
آج کل یہ پیشگوئی مسعودیہ کے ان اشخاص پر پوری طرح صادق آتی ہے جو خود کو اہل قرآن کے  
نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جیسے پاکستان میں غلام احمد پرویز اور اس کے قبیعیں۔

## اس روپ کا ایک اور سروپ

اور آج کل خارجیت کی سگی بہن نامہیت المیسیٰ توحید کا نقاب اوڑھ کر مڑوڑو اکر مسعود الدین  
عثمانی کی شکل میں سرگرم عمل ہے جس نے نام نہاد ”خالص توحید“ کتاب میں لکھا ہے ”سیدنا عبدالقادر  
جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، جمیری، داتا گنج بخش علی ہجویری اور سید ہریر علی شاہ میرے نزدیک  
(نقل کفر کفر نہ باشد) مشرک و کافر تھے۔ (بحوالہ رضائے مصطفیٰ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ) حالانکہ ان مقدس  
ہستیوں کے دم قدم سے ہی دنیا میں اسلام پھیلا اور ان ہی طاہر اور مطہر ہستیوں نے مشرکین کو  
جام توحید سے سیراب کیا۔ خاص طور پر سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز، معین الدین چشتی، جمیری  
رحمۃ اللہ نے تو بقول مولوی محمد ذکریا صاحب کے نوے لاکھ اور گنچا مکرتے ۸۰ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کر  
ادیا یہ ان ہستیوں ہی کا احسان ہے کہ ہم اور تم سبھی مسلمان کا دعویٰ کرتے ہیں درز ہم بھی باقی ہندو  
کی طرح آج ہندوؤں میں بتوں کے سامنے سر بسجود پڑے ہوئے۔ ستم ظریفی یہ کہ ان گستاخوں کے منہ  
میں کوئی لگام نہ ہو کہ انہیں حال ہی میں دہلیوں کے ترجمان ”الاعتصام لاہور“ نے حکومت پاکستان



کو مشورہ دیتے ہوئے لکھا ہے: "سعودی حکومت نے مومنہ جرات سے کام لے کر شرک کے اڈوں یعنی  
بختہ قبروں کو مسمار کر دیا۔ ہمارے حکمرانوں کو اس معاملہ میں سعودی حکومت کے اقدامات و تجربات کی روشنی میں  
منظم جدوجہد کا آغاز کر دینا چاہیے۔ ان تمام بختہ قبروں (مزارات اولیاء و خواتین و مردانہ) کا انہدام عمل میں  
آئے جنہوں نے بت شکن مسلمانوں کو بت پرست شرکوں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ (الاعتصام ص ۹)

۲۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء

یہی بد بخت محمد فارسی، طبعی مؤلفہ ڈاکٹر عثمانی اپنی کتاب "یہ قبریں یا کجے" میں لکھا ہے کہ "جن بناؤں کی  
معدروں کی ترویج جاری ہے۔ ان سے رادہ غیر معمولی انسان ہیں جن کو ان کے معتقدین و سیکرڈٹس گنج بخش  
مشکل کشا، غریب نوا رادہ معلوم کیا گیا اور دے کر حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ ۳ مردہ  
جڑگوں کو دھکے لئے دیلا جاتا ہے۔ ۴ مردہ جو عقیدہ رکھے کہ اعمال رسول پر پیش ہوتے ہیں وہ کھلے  
مشرک ہیں۔ ۵ اور نام نہاد گروہ سونبہ نے اسلام پر ظلم ڈھایا ہے۔ ۶ قبر نبوی کی زیارت کا عقیدہ  
غلط ہے اور زیارت کی روایتیں مومنہ ص ۲۹۔ ۷ عام مولیٰ کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے۔ ۸ جو قبر پرچی  
جلے وہ بت ہے اور قبر نبوی بری طرح پرچی جا رہی ہے۔ ۹ حضرت عمر کے یا ساریۃ الجبل فرمانے  
کی جھوٹی روایت نے ایمان کو برباد کر ڈالا ہے۔ ۱۰ نعرہ رسالت یا رسول اللہ، نعرہ یدہ ری، نعرہ  
غوثیہ سارے کے سارے نعرے شرک کے ہیں۔ ۱۱ شہداء و قبروں میں زندہ نہیں۔ ۱۲ ص ۹۔  
حیات النبی کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے۔ ۱۳ امام بیہقی نے اُمت پر سخت ظلم ڈھایا ہے پھر مشکوٰۃ  
کے مصنف نے اس کام کا پٹرا اٹھایا ہے۔ ۱۴

یہی ملحد اپنی دوسری کتاب "سداں مشرک" میں نام بنام حضرت حسن بصری، حضرت شبلی،  
غوث الاعظم جیلانی اور ابن الدین حقیقی رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق بھی لکھا ہے کہ "ہم اس بات میں اتفاق نہیں کرتے  
کہ ان مشائخ میں سے کسی نے شرک جائز نہیں رکھا" اور اس بد بخت نے حضور علیہ السلام کی والدہ محترمہ  
کو بھی مشرک ہونا ظاہر کیا ہے۔ (بہ خبریں بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ)  
لڑنے یہ کہ یہی ڈاکٹر صاحب اپنی کئی ایک کتب کے سبب برصغیر انڈیا پاک میں قریباً تمام مذہبی اداروں  
میں مفت بذریعہ ڈاک رجسٹری بھیج رہا ہے۔ اس طرح لاکھوں روپے لوگوں کو گمراہ کرنے میں خرچ کر رہا ہے۔  
آخر سوال پیدا ہوتا ہے کہ :- ۱۔ یہ لاکھوں روپے کہاں سے آرہے ہیں۔ ۲۔ حکومت پاکستان  
ان بد بختوں کو نوٹس کیوں نہیں لیتی۔ ۳۔ کیا مذہبی آزادی کا یہی مطلب ہے کہ جو کسی کے دل میں



آئے کتا پھرے۔ یہ کیا یہ لوگ ملک میں انتشار پیدا کرنا تو نہیں چاہتے؟ اگر ایسا ہوا تو مرداری کس پر عائد ہوگی۔  
یہ کیا یہ لوگ فتنہ کا لم تو نہیں ہیں؟ جنہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی اور پاکستان کو پلیدستان اور کفرستان  
کہا تھا اور قائد اعظم کو کافر عظیم نیز یہ بھی کہا تھا کہ ایسے ہزاروں قائد اعظم جیسا ہر لالہ بہرو کی جوتی پر قربان کئے  
جاسکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ۶۔ کیا یہ لوگ ملک دشمن تو نہیں ہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو ان کا مناسبہ  
کیوں نہیں کیا جاتا؟

قارئین کرام! آپ کو ان ہر دہیوں کے تمام چہرے دکھا دیئے ہیں اور ان کے غیر اسلامی عقائد  
اور اعمال کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ لہذا عوام الناس سے التماس ہے کہ ان کی تقریروں اور  
تحریروں سے پرہیز کریں اور جتنے المقدوران سے دُور رہیں۔ تلندری رومی نے کیا خوب فرمایا ہے۔  
نا توانی دُور شو از یار بد یار بد بدتر تر ترا از مار بد  
یار بد بر تن زند چرخ جان زند مار بد بر جان و بر ایمان زند  
یعنی جہاں تک ہو سکے بد مذہب اور بد عقیدہ دوست سے دُور رہئے۔ کیونکہ بد عقیدہ  
دوست زہر ہے سانپ سے بدتر ہے۔ کیونکہ زہر بلا سانپ تو تیرے جسم و جان پر مار کرے گا۔  
مگر بد عقیدہ دوست تیری جان اور ایمان کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ وَاخُودَعُوْا نَاصِرَ الْحَمْدِ اللّٰہِ  
دِبِ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلِّیْ اَآلِہٖ  
وَاٰحِبِّہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔

## اطلاع عام

حضرات! چکوال میں درس نظامی کی معیاری درس گاہ عرصہ سے قائم ہے۔ جہاں سے  
سیکڑوں طلباء فارغ التحصیل ہو کر ملک کے کونہ کونہ میں سرگرم عمل ہیں۔ وہاں بی۔ اے  
کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے۔ آپ حضرات اپنے بچوں کو وہاں داخل کرائیں۔ اور جامعہ ہذا کے  
ساتھ ہر قسم کا تعاون فرما کر اس آب دارین حاصل کریں۔

ناظم جامعہ اسلامیہ غوثیہ، ننگر گنڈ، روڈ، چکوال



آخر میں تائین کرام کی توجہ ایک ضروری مسئلہ کی طرف دلائی جاتی ہے

ملاحظہ ہو!

- سوال :- کیا دہابی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟
- جواب :- اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ذیل کی باتوں کا زمین نشین کرنا ضروری ہے۔
- یہ کہ محمد بن عبد الوہاب کے مرنے والوں کو دہابی کہتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد خندہ ذیل ہیں :-
- ۱۔ اس کا عقیدہ تھا کہ ان کے علاوہ جملہ اہل اسلام مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔
- ۲۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حدوث و حسیّت کا تائل تھا اور علی العرش استوی وغیرہ آیات میں استواء ظاہری اور جہالت و غیرہ ثابت کرتا تھا۔ جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور اس کی ذات کے لئے جہان کا شائبہ بھی خیال کرنا کفر ہے۔
- ۳۔ یہ اور اس کے متبعین اپنے آپ کو مثال ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ تبالغ کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ افضل البشر، سید البشر بلکہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء ہیں۔
- ۴۔ اس کا عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے ہیں۔ جبکہ ہم حیات النبی کے تائل ہیں۔
- ۵۔ اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے۔ اور ہمارے باوجود کہ لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور اس سے سانپ مارنے کا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔ جبکہ جمہور اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ آپ رحمۃ العالمین ہیں اور بموجب اول ما خلق اللہ نوری و کل من نوری کہ اس احسان و انعام عام میں جملہ عالم شریک ہے اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ واسطہ جملہ کمالات کے

Click For More Books



عالم و عالیاں ہیں یہی معنی لو لاک لما خلقت الافلاک ہے۔ علامہ ازیں النبی اولیٰ بالؤمنین من انفسہم آپ کی ذات مقدس کو ارواح مومنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ و مافی جملہ مومنین کے ہیں۔ یہ احسان بھی بدار عالم سے آخر تک مومنین کو عام ہے۔

۶۔ یہ سوائے علم احکام الشریع کے جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ السلام کو خالی صحت ہیں۔

جبکہ علماء اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ علم احکام الشرائع و علم ذات و صفات و افعال جناب ذات باری تعالیٰ عز اسمہ و اسرار حقانی کو نیک و غیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ کا وہ مرتبہ ہے کہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔ خداوند کریم عز اسمہ نے آپ کو علوم اولین و آخرین سے مالا مال فرمایا ہے۔

۷۔ یہ شفاعت میں ان قدر توفیق کرتے ہیں کہ بمنزل عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔

جبکہ علماء جمہور اہل سنت و جماعت ظاہر و باہر تحقیق و ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قائل ہیں اور زائر کو حکم دیتے ہیں کہ برقت حاضری بارگاہ مصطفویٰ اس کا سوال کرے۔

۸۔ یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے توسل و عا میں بعد وفات ناچائز کہتے ہیں۔ جبکہ ہم توسل کے سختی سے قائل ہیں۔

۹۔ یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی ذات کو بطور وسیلہ پیش کرنے کو بھی شرک و حرام و ناجائز جانتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہل سنت اپنے مخلصین کو وسیلہ کی ہدایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ یہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ، مراقبہ، ذکر و فکر، وارادت و شیخیہ و ربط القلب باشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و منکرات شمار کرتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہل سنت طرق صوفیہ باطنیہ سے منسلک ہیں۔ ریاضت و دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے۔

۱۱۔ یہ نفس ذکر و ولادت حضور علیہ السلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔

جبکہ علماء اہل سنت نفس ذکر و ولادت شریعہ کو جبکہ بروایات معتبرہ ہومندوب و مستوجب

[Click For More Books](#)



برکت فرماتے ہیں۔

۱۲۔ یہ نداء خطاب یا رسول اللہ سے مطلقاً منع کرتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت و جماعت نہایت تفصیل فرماتے ہیں۔

۱۳۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام جانتا تھا۔ بعض اس کے متبعین سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچا دیتے ہیں اور جب مسجد نبوی میں جلتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں بھی مخالف اس طائفہ بانیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ و سلام کا یہ پیش کرتے ہیں اور قبر اطہر کی طرف رخ کر کے آپ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں اور ذیل کی احادیث کو صحیح سمجھتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کو اپنا ایمان جانتے ہیں۔ اس کے برعکس وہابیہ ان احادیث کو من گھڑت اور ضعیف بتاتے ہیں۔

(۱) جس نے میرے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

(۲) جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا، اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۳) جس نے محض میری زیارت کے لئے سفر کیا۔ اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(۴) جس نے حج کیا اور میری زیارت کی اس پر بھی میری شفاعت واجب ہوئی۔

نوٹ :- مندرجہ بالا عبارات کتاب الشہاب الناقب مصنفہ سید حسین احمد صاحب مدنی ثوبہ سے لی گئی ہیں۔ جن سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ وہابیوں کے عقائد دیوبندیوں کے بھی مثلاً

۱۴۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بت کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ یہ گمراہی کے لائق ہے اگر میں اس پر قادر ہوتا تو اسے گمراہ دیتا۔ جبکہ علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ گنبد خضریٰ کی طرف محبت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

۱۵۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اولین مشرکین کے معبودات عنات و غزی تھے اور مؤخرین مشرکین کے معبود محمد، علی اور عید القادر ہیں (تعرف باللہ) حالانکہ اہل سنت و جماعت عبادت تو اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں اور تعظیم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی۔

[Click For More Books](#)



یہ تو تھے چند ایک۔ ان کے عقائد باطلہ جو اہل سنت و جماعت کے سراسر خلاف ہیں اور ظاہر ہے ایسے عقائد سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ کی شانِ اقدس میں بدترین درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے اور علماء دیوبند و بریلی کا متفقہ فتویٰ ہے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں دو فتوے علماء دیوبند کے:-

۱- جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (لطائف رشیدیہ ص ۲۲)

۲- جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا ہے۔ ان کو بھی باعثِ ایذا جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کیا۔ اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفریہ کے کہنے والے کو منع شدید چاہیئے اگر مقدور ہو۔ اور اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہیئے کہ مودی گستاخِ شانِ جناب کبریٰ تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۵)

لہذا ایسے عقائد رکھنے والے امام کے پیچھے اور مذکورہ بہرہ پیوں کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

احقر الجلاحی نواب الدین عفی عنہ گوروی

یکم شعبان ۱۴۲۲ھ بروز منگل